الظهور
الانساب
من بنی
عباس
اسامہ علی عباسی
نقیب الاشراف العباسیین شمالی پاکستان

نقابت الاشراف العباسیہ پاکستان

[احفاد السیدنا عباس ابن عبدالمطلب ، عم رسول اللہ]

[قبیلۃ الاشراف العباسیین الهاشمیین في الباكستان]

" الظھور الانساب من بنی عباس" علم الانساب کے علم کے متعلق بنیادی معلومات ، علم الانساب کے اصول و ضوابط ، شرعی نقطہ نظر سے علم الانساب کی اہمیت کے متعلق ایک جامع و مختصر کتابچہ ہے جسکو پڑھ کر قاری علم الانساب سے متعلق معلومات کو سمجھ سکتا ہے۔ کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ " علم الانساب کے علم کا ظہور بنو عباس میں ، " اس سے مراد یہی ہے کہ بنو عباس بھی علم الانساب کے بنیادی اصول و ضوابط سے آگاہ ، ہوں اس میں دلچسپی لیں اور اس علم سے بہرہ مند ہوں ۔ یہ کتابچہ زیر اہتمام نقابت لاشراف العباسیہ پاکستان بدایت نقیب الاشراف العباسیین شمالی پاکستان اسامہ علی عباسی شائع کیا گیا۔ جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ و مامون ہیں۔ اس کتابچے سے علمی مواد بغیر حوالہ نقل کرنا اور بغیر اجازت مؤلف ، چھاپنا نشر کرنا شرعا اور قانونا جرم ہے۔

سن اشاعت - یکم جولائی 2023 ء

اپنے جدامجد اور بڑے دادا حضور

ساقی الحرمین، خاتم المہاجرین، سید العرب

عم النبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

سیدنا أبا الفضل عباس بن عبدالمطلب

رضی اللہ تعالی عنہ

کے نام کرتا ہوں۔

مؤلف

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الہاشمیین
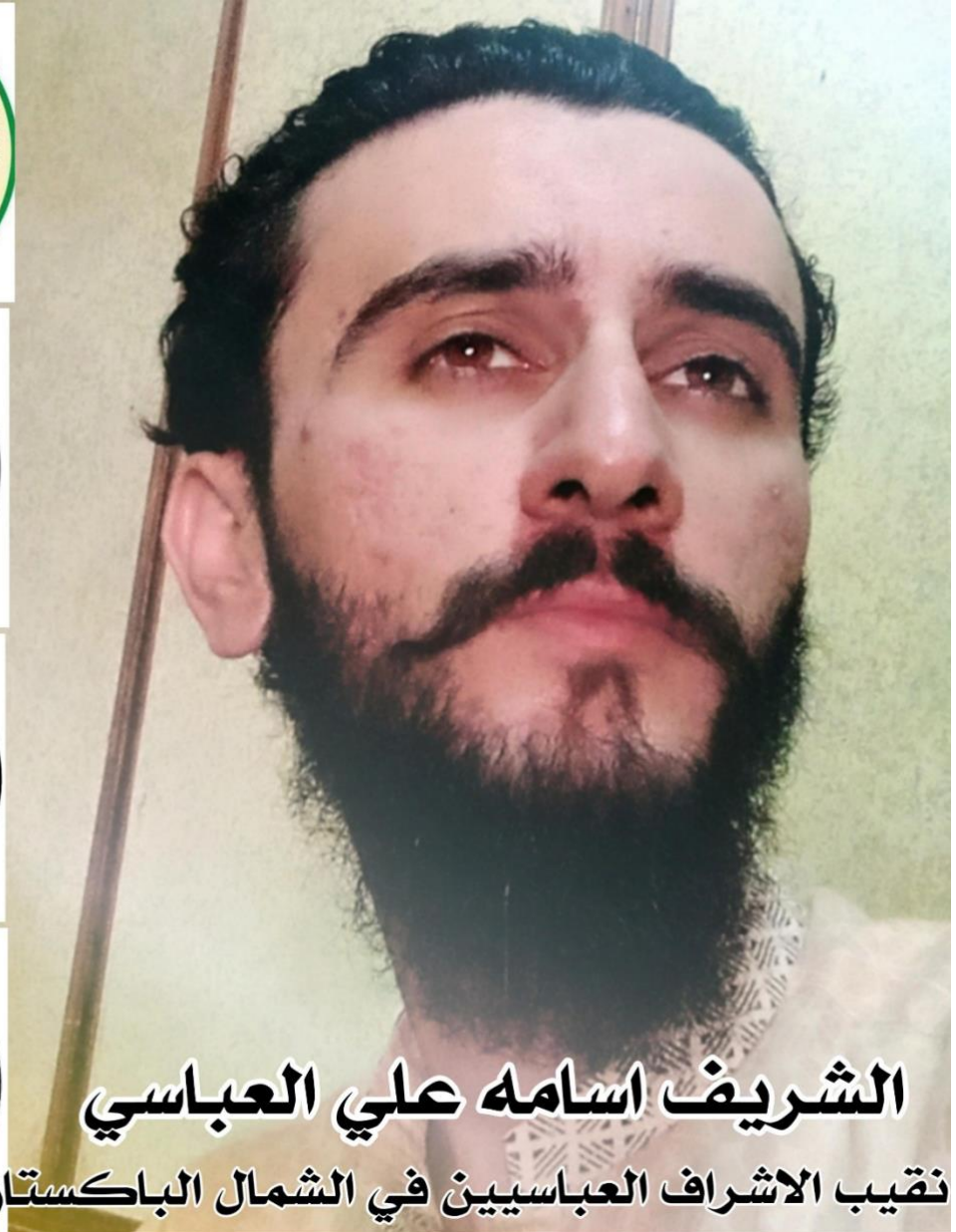
علم الانساب عربوں کا قدیمی ہنر

الظهور الانساب من بنی عباس

مؤلف

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الهاشمیین

سن النشر

یکم ستمبر، 2023ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ

:میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر پیچھے تھا، آپ نے فرمایا اے لڑکے !بیشک میں تمہیں چند اہم باتیں بتلا رہا ہوں :تم اللہ کے احکام کی حفاظت" کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تو اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تو مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور تقدیر کے صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(جامع ترمذی :2516)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اے بنی عبد المطلب میں نے تمہارے لئے اللہ تعالی سے تین چیزیں مانگیں

1) تمہیں ثابت قدم رکھے ۔

۲) تمہارے گمراہوں کو ہدایت دے

۳) تمہارے جاہلوں کو عالم بنا دے ۔

اور میں نے یہ بھی دعا مانگی تھی کہ اللہ تعالی تمہیں سخی بہادر اور رحمدل بنادے ۔ چنانچہ اگر کوئی آدمی رکن اور مقام ابراہیم کے در میان کھڑا ہوکر نماز پڑھتا ہو اور روزہ دار ہو پھر وہ فوت ہو جائے لیکن وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت (خاندان) سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخی ہے۔

مستدرک الحاکم

الظہور الانساب من بنی عباس

ابتدائیہ

علم الانساب (نسب کا علم) عالم عرب کے قدیم ترین علوم میں سے ایک علم ہے جو کہ دور بعثت نبوی سے قبل بھی عربوں میں رائج تھا اور عرب اپنے بچوں کو علم الانساب کی ضرور تعلیم دیتے، اسی نسبت سے تمام اولاد آدم علیہ السلام میں سب سے مضبوط اور مدلل جامع نسب عرب قبائل کا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دور بعثت سے قبل ہی عربوں میں یہ بات مشہور تھی کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ظہور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی اولاد اور نسل میں سے ہی ہوگا چونکہ تمام عرب قبائل نسب کے لحاظ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہی ہیں لہذا ہر قبیلہ علم الانساب (نسب کے علم) پر ضرور توجہ دیتا اور دور جاہلیت میں ایام حج کے دوران اس پر باقاعدہ محافل اور مجمع بھی ہوتا جہاں ایک نسابہ یا مؤرخ تاریخی واقعات اور سلسلہ نسب کو عام عوام الناس کے سامنے بیان کرتا اور لوگ اس کے گرد جمع ہوکر اس سے علم الانساب سیکھتے تھے. حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو عرب کا جدامجد کہا جاتا ہے ویسے ہی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا اسحاق علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا جدامجد کہا جاتا ہے اور یہ علم برابر دونوں بیٹوں کی اولاد میں

جاری و چلتا رہا، عربوں نے اس پر توجہ و محنت زیادہ کی تو وہ اس علم میں پوری دنیا میں مشہور و معروف ہوئے۔ دور جاہلیت میں بھی عرب علم الانساب اور شعر گوئی میں ممتاز جانے جاتے تھے۔ دور اسلام اور بعثت نبوی کے بعد دین اسلام نے ان علوم پر کوئی پابندی یا روک ٹوک نہیں لگائی بلکہ ترمزی شریف کی روایت موجود ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے علم الانساب کو سیکھنے کی تاکید کی تاکہ تم اپنے عزیز و اقرباء اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرسکو، تاکہ ایک انسان کو اپنے خونی رشتوں کی پہچان اور قدر و اہمیت معلوم ہوسکے اور اسکا مقصد آپس میں باہمی صلہ رحمی اور حسن سلوک تھا۔ دور نبوی میں علم الانساب میں سب سے زیادہ ماہر شخصیت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ، سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ، سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم اور سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ کو ممتاز گردانا جاتا تھا۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق ایک حدیث کی روایت موجود ہے

"أبا بكر اعلم قريش بأنسبها، وأن لى فيهم نسبا".

" ابوبکر رض، قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور میرا نسب بھی قریش ہی ہے".

(حوالہ : صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، حدیث رقم 4672)

گو کہ آنحضرت نبی کریم کی زبان مبارک سے خود اس علم کی افادیت اور اسکے علوم میں ماہر ہونے کے سبب سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو قریش کا سب سے بڑا نسابہ کہا گیا۔ آنحضرت کا قبیلہ عرب کے ممتاز قبائل میں "قریش" تھا اور قریش کے قریبا 13 سے زائد قبائل تھے جن میں بنو عدی، بنو تیم، بنو ھاشم، بنو اسد، بنو نوفل، بنی مخزوم، بنی زہراء اور بنو امیہ وغیرہ شامل رھے جن میں آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ اور خاندان بنو ھاشم تھا جو کہ آپکے پردادا جان سیدنا ھاشم علیہ السلام سے منسوب ہوکر بنو ہاشم کہلایا۔ بنی ہاشم کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے کہ

"ھاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فھر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن حزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان من نسل سیدنا اسماعیل زبیح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام"

گو کہ عربوں میں علم الانساب کی اہمیت زمانہ قدیم سے لیکر موجودہ دور تک رہی اور آج بھی بالخصوص علم الانساب میں بنو ھاشم (سید، علوی، عباسی، جعفری، عقیلی اور حارثی)

تمام عالم عرب پر چھائے اور علم الانساب کے علم کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ علم الانساب ایک قدرتی علم ہے جو کہ صرف مخصوص ذہنوں اور مخصوص لوگوں کے لیے ہوتا ہے یہ علم قدرت کیطرف سے ایک تحفہ و عطیہ ہوتا ہے۔ زمانہ قدیم میں جتنے بھی عرب و عجم کے نسابین ہوتے تھے وہ اپنے دور کے پڑھے لکھے فاضل اور مفتیاں حضرات ہوتے تھے جنھوں نے فقہ، علم الانساب اور تاریخ پر تصنیف کی ہوں گوکہ یہ علم کسی زمانے میں بڑے اوج کمال اور ترقی کی منزل پر ہوتا تھا گوکہ زمانہ حال میں اس علم کی قدر و اہمیت و افادیت کھوچکی ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں قدیم دور میں برہمن پنڈت اپنے نسب کا خاص خیال رکھتے تھے اس وجہ سے وہ برصغیر پاک و ہند میں اس علم میں ممتاز گردانے جاتے ہیں بایں وجہ آج بھی راجپوتانہ ریاستوں کے مہاراجاؤں کی اولاد میں نسبی تفاخر اور علم الانساب کہیں نا کہیں ضرور موجود ہوتا ہے۔

"الظھور الانساب من بنی عباس" علم الانساب (نسب کے علم) پر ایک جامع اور مختصر تصنیف مرتب کرنے کا خیال اس وجہ سے آیا کہ ہمارے جدامجد سیدنا عباس بن عبدالمطلب علیہ السلام عالم عرب میں علم الانساب میں ایک بڑے پیشواء اور استاد تصور کیے جاتے تھے لہذا انکے سلسلہ نسب سے ہونے کی نسبت یہ خیال مزید گہرا ہوا کہ جتنا بھی علم الانساب کے متعلق بندہ ناچیز کے پاس علم، اصول و ضوابط اور شرائط موجود

ہوں انکو ایک تصنیفی شکل دی جائے تاکہ علم الانساب کے علم پر ایک جامع اور مدلل تصنیف ممکن ہوسکے۔ عرب میں علم الانساب پر کئی کتب موجودہ دور میں بھی نسابین نے لکھی ہیں جن میں اصول و ضوابط، قانون اور شرح بیان کی گئی ہیں۔ علم الانساب ایک باقاعدہ علم اور ایک اصول ہے جس میں اسکی اصطلاحات، شرائط و ضوابط اور اصول شرح موجود ہوتے ہیں اور علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ یا ماہر نسب (جینیالوجسٹ) کہا جاتا ہے، اس میں بھی مختلف درجات نقیب، نسابہ اور مشجر ہیں اور ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق اس میں داخل ہوتا ہے۔ علم الانساب میں مفتی سے مراد نقیب کے ہیں جبکہ علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ کہا جاتا ہے جبکہ شجرہ نسب لکھنے والے کو مشجر یا شجرہ نویس کہا جاتا ہے جسکی تفاصیل، قانون اور اصول و ضوابط آگے اس کتاب میں بیان ہیں۔

طالب دعا

اسامہ علي عباسي

فاضل نقابت الاشراف العباسیین الھاشمیین عراق

فاضل نقابت الاشراف الحسنیہ الکیلانیہ عراق

ابراھیمی ، ھاشمی ، عبدالمطلبی ہیں ہم
اولاد عم مصطفی ہیں خادم الحرم

تشریح :

"بنو عباس (عباسی) حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے فرزند حضرت اسماعیل زبیح اللہ علیہ السلام کی نسل سے تمام عرب قبائل میں سب سے زیادہ معزز سردار اور شریف قبیلے، بنو ہاشم سے آنحضرت صلي اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردادا السید ہاشم بن عبدالمناف علیہ السلام اور دادا السید عبدالمطلب بن ھاشم علیہ السلام کا خون ہیں، آنحضرت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا السید العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور خون ہیں اور الحرمین الشریفین (خانہ کعبہ) کے خادم اور متولی ہیں".

تزکرہ عم النبی العباس بن عبدالمطلب

تزکرہ جدامجد خاندان عباسیہ، سید العرب، ساقی الحرمین، خاتم المهاجرین

السیدنا اباًلفضل عباس بن عبدالمطلب، عم رسول اللہ

خاندان عباسیہ کے جدامجد سیدنا اباالفضل عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا جان اور جلیل القدر صحابی رسول ہیں جو کہ قدیم الاسلام اور ممبع فیوض و برکات اور رشد و ہدایت ہیں۔ تمام خلفائے راشدین، اھلبیت اطہار اور اصحاب رسول آپکا نہایت ادب و احترام اور عزت فرماتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رض کے متعلق فرمایاکہ یہ میرے چچا عباس ہیں اور بمنزلہ والد کے ہیں (یعنی میرے لیے میرے والد کی مثل ہیں)۔ قریش کے سخی اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ میرے لیے میرے اجداد کی نشانی ہیں گویا یہ الفاظ غایت محبت و انس کا عملی نمونہ ہی تھاکہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے آپکے لیے فرمایا :

."عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں"

سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی پیدائش آنحضرت کی پیدائش سے قریبا 3 سے 5 برس قبل ہوئی۔ آپکو بچپن میں اپنے والد سیدنا عبدالمطلب کیطرف سے تاریخ اور علم الانساب کے علوم و اصول سکھائے گئے۔ آپکو جوانی میں ہی خانہ کعبہ کی متولی، عمارۃ و سقایہ مسجد الحرام اور حاجیوں کو آب زمزم پلانے کی زمہ داری عنایت کی گئی۔ مسجد الحرام میں امن و امان کو قائم رکھنا اور کسی قسم کا لڑائی جھگڑا اور گالم و گلوچ نا ہونے دینا، آپکے سپرد ہی تھا گویا سیدنا عباس رض باقی افراد کو خانہ کعبہ کا ادب و احترام سکھایا کرتے تھے۔ آپ اپنے بھائیوں حضرت ابو طالب، سیدنا عبداللہ، سیدنا امیر حمزہ، سیدنا ضرار کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں رہائش پزیر ہوئے اور آپکا شمار رئیس القریش (قریش کے مالداروں) میں ہوتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی سیدنا عباس بن عبدالمطلب رض ایک مالدار اور بارعب شخصیت تصور کیے جاتے تھے اور عوام الناس میں صاحب جلال و جمال گردانے جاتے تھے۔

آپکے حلیہ مبارک کے متعلق علمائے کرام، مؤرخین اور محدثین نے بہت خوبصورت انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ تاریخ اور احادیث کی کتب میں واقعات درج ہیے کہ ایک بار آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے تشریف لائے تو سیدنا ابوبکر الصدیق رض، حضور

کے پہلو میں تشریف فرما تھے۔ آپکو دیکھ کر فورا کھڑے ہوئے اور اپنی جگہ بیٹھنے کو پیش کی جس پر آنحضرت نے فرمایا "بیشک ابوبکر، ایک عزت و مقام والا ہی دوسرے عزت و مقام والے کے مقام کو سمجھتا اور پہچانتا ہے ."سیدنا عمر فاروق رض اور سیدنا حیدر الکرار علی بن ابی طالب رض آپکا نہایت ادب و احترام فرماتے حتی کہ اگر سواری پر سوار ہوتے اور دیکھتے کہ سامنے سے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رض تشریف لارہے ہیں تو فورا سواری سے نیچے اتر جاتے اور آپ سے مصافحہ اور دعا سلام کرتے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رض اکثر کہا کرتے کہ اے چچا مجھ سے ہمیشہ راضی رہنا بلکہ آپ نے اپنے بیٹے حضرت عباس علمدار الشھید کا نام بھی اپنے چچا سیدنا عباس کے نام پر ہی عباس تجویز کیا جسکے معانی "بپھرے ہوئے شیر "کے ہیں۔ حضرت ابوطالب کے بیٹے اور سیدنا علی کے بھائی سیدنا عقیل بن ابی طالب کی کفالت اور پرورش سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاں ہی ہوئی تھی گویا خانوادہ اہلبیت اطہار یک جسم و یک جان تھا۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ کے حلیہ مبارک کے متعلق متعدد علمائے کرام اور مؤرخین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور آپکا حلیہ مبارک ایسا ہے کہ :

آپ شریف النفس اور بااطمینان ہیں۔ آپکو اگر کوئی دیکھے تو دل میں رعب و دبدبہ اور ہیبت طاری ہو۔ آپکا رنگ نہایت سرخ و سفید) سرخی مائل سفید (اور آپ وجیہہ، نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل ہیں۔ آپکا قد دراز اور جسم مضبوط ہے۔ لمبی گھنی زلفیں اور زمانہ عرب کے دستور) رسم و رواج (کے مطابق آپ بالوں کی چٹیا بنایا کرتے تھے۔ آپکی آواز نہایت گرجدار و رعب دار تھی حتیٰ کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز اور پکار اتنی بلند تھی کہ آپکے چرواہے جب بکریاں چرانے مکہ مکرمہ کی پہاڑیوں پر جاتے تو آپکی آواز سن کر دوبارہ لوٹ آتے۔ آپکے حسن و ،جمال کا ایک واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رض آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیطرف تشریف لارہے تھے تو آنحضرت آپکو دیکھ کر مسکرانے لگے، آپ نے کہا یارسول اللہ، اللہ پاک آپکے چہرے کو ہمیشہ مسکراتا رکھے، آخر آپ کیوں تبسم فرما رہے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ چچا مجھے آپکے حسن و جمال نے بے حد لطف دیا ہے۔ زمانہ قدیم میں یہ قول عربوں میں مشہور تھا کہ جس نے حسن و جمال، علم و ادب اور سخاوت دیکھنی ہو وہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا رخ کرے۔

سوانح حیات سیدنا عباس بن عبدالمطلب

سیرت حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب، عم رسول اللہ

جدامجد خاندان عباسیہ ہاشمیہ

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

" عباس)رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مجھ سے ہیں اور میں عباس)رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سے ہوں".

اس حدیث مبارکہ کے الفاظ غایت محبت کے الفاظ ہیں جس سے حضورﷺ کی اپنے چچا حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت معلوم ہوتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور خاندان عباسیہ کے مورث اعلی سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کون تھے؟ انکا کردار اور سیرت مبارکہ کیا تھی؟ انکے حالات زندگی اور واقعات زندگی کیسے گزرے؟ بلاشبہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا کردار ایک روشن تصویر ہے جسکی پیروی کرکہ دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی

ممکن ہے۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو چاہیے کہ اپنے جدامجد کی سیرت و کردار کی پیروی کریں اور انکو اپنا رول ماڈل بنائیں۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کی سیرت اور حالات زندگی پر ایک مختصر مگر جامع مضمون

تزکرہ ساقی الحرمین، خاتم المہاجرین، سید العرب السیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ

نسب

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلق عرب کے مشہور قبیلہ قریش کے خاندان بنو ھاشم سے تھا .آپ کے والد کا نام نامی حضرت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن حزیمہ بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان

(بحوالہ :الاصابہ ولاستیعاب مطبوعہ دکن، ص :499)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے کل گیارہ بھائی اور چھ بہنیں تھیں .ان میں حقیقی بھائی ضرارہ بن عبدالمطلب تھے باقی بھائی علاتی تھے۔

خاندانی وجاہت

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے تمام بڑے بھائی بہادر اور سخی تھے .ضرارہ بن عبدالمطلب جو حقیقی بھائی تھے نہایت سخی تھے، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بڑے ،بہادر تھے، ابوطالب بڑی شان کے مالک تھے' عبدالمطلب کے بعد وہی سردار بنے ،غیراق ایسے بہادر تھے کہ کوئی ان کے مقابلے میں نہیں آتا تھا۔ حضرت سیدنا عبداللہ والد ماجد آنحضرت ﷺ بہت خوبصورت اور ہمہ صفت موصوف تھے۔ حارث بڑے بہادر اور بڑے فیاض آدمی تھے۔ الغرض حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا تمام خاندان زمانہ جاہلیت میں معزز و ممتاز گنا جاتا تھا اور یہی لوگ سب کے حاکم اور رئیس تھے۔ حج کے موسم میں تمام حجاج کو انہی کے یہاں سے کھانا اور پانی ملا کرتا تھا اور یہ لوگ نہایت سیرچشمی سے حجاج کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے مبعوث ہونے سے قبل ہی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔

پیدائش

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ 566ء میں واقعہ فیل سے تین برس پہلے پیدا ہوئے اور آنحضرت ﷺ کی ولادت واقعہ فیل ہی کے سال ہوئی۔ اس حساب سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضور نبی اکرم ﷺ سے عمر میں تین سال بڑے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو اتفاقیہ طور پر کہیں گم ہوگئے چونکہ پہاڑی ملک تھا، ان کی والدہ محترمہ کو بڑی فکر ہوئی، انہوں نے اسی وقت نذر مانی کہ اگر عباس مجھ کو مل گئے تو میں بیت اللہ پر حریر و دیباج کا جو نہایت بیش قیمت کپڑا ہوتا ہے غلاف چڑھاؤں گی۔ نذر ماننے کے بعد ہی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مل گئے تو ان کی والدہ نے نذر پوری کی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی والدہ ہی وہ اول عرب خاتون ہیں جنہوں نے بیش بہا کپڑے کا غلاف بیت اللہ کو پہنایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شاہی خاندان سے تھیں اور بہت مالدار تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جب سن تمیز کو پہنچے تو علم الانساب، علم تاریخ، علم ادیان کے علوم سکھائے گئے چونکہ عرب میں یہ علوم عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے خصوصاً علم الانساب) شجرہ نسب کا علم (کیونکہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام ہی کے زمانے سے برابر یہ خبر چلی آرہی تھی کہ عرب میں نسل اسماعیل ہی سے نبی آخرالزمان پیدا ہوں گے .اس وجہ سے علم الانساب کا بہت خیال تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے والد عبدالمطلب اور ان کے آباؤاجداد اپنے آپ کو ملت ابراہیمی پر بتلاتے تھے چنانچہ ان کی پرہیز گاری تمام قریش میں مشہور تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے بعد

جب حضرت عباسؓ کی عمر گیارہ برس کی تھی اور باوجود یہ کہ اور بھی ان کے بھائی موجود ،تھے مگر قریش نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میں علم، شجاعت، سخاوت سیادت، خاندانی صلہ رحمی دیکھ کر انہیں بیت اللہ کا محافظ منتخب کیا اور سب نے بالاتفاق یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا کہنا نہ مانے گا تو اس کو ساری قوم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوجانا چاہیے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ہمیشہ بیت اللہ کی حفاظت میں اپنے وقت کو صرف کیا کرتے تھے اور آپ نے اس قدر اچھا انتظام کیا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی شخص بیت اللہ میں بیٹھ کر کسی کی غیبت کرسکے۔ اگر کوئی ایسا کرتا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فوراً اس کو تنبیہ فرما دیا کرتے تھے اور ان کے حکم کے آگے سب کی گردنیں خم ہوجاتی تھیں۔

(کامل ابن اثیر، جلد نمبر:1، صفحہ نمبر 9)

بیت اللہ کی حفاظت کے علاوہ اور بھی کئی خدمتیں بیت اللہ کی رسمی تھیں، جن کی وجہ سے متولی کعبہ ہمیشہ عظمت اور بزرگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ خدمتیں حسب ذیل ہیں:

سقایہ : حجاج کو پانی پانے کی خدمت

رفادہ : حجاج کو کھانا کھلانے کی خدمت

حجابتہ :خدا کے مقدس گھر کی دربانی

ندوہ :دارالندوہ میں صدر انجمن کا استحقاق

لوا :لڑائی کے وقت علمبرداری کی خدمت

قیادت :جنگ کے وقت لشکر کی سپہ سالاری

عہدہ رفادہ

عہدہ رفادہ کا منصب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے جد امجد جناب ہاشم کے سپرد تھا اور ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت عبدالمطلب سے متعلق رہا اور عبدالمطلب کے بعد کچھ سال ابوطالب نے اس کو انجام دیا اور جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سن بلوغ کو پہنچے تو ابوطالب نے یہ خدمت اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے سپرد کردی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس خدمت کو ایسے اعلیٰ درجہ کی فیاضی اور سخاوت سے انجام دیا کہ لوگ حیران ہوگئے۔

عہدہ سقایہ

اس کا منصب بھی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے جد امجد جناب ہاشم کے سپرد تھا .ان کے بعد جناب عبدالمطلب پھر ابوطالب اس کو انجام دیتے رہے مگر ابوطالب نے یہ عہدہ بھی اپنی زندگی ہی میں اپنے بھائی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف منتقل کردیا۔

*تعمیر کعبہ *

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عمر جب سولہ سال کی ہوئی تو خانہ کعبہ کو اتفاقیہ طور پر آگ لگ گئی جس کی وجہ سے عمارت مسمار ہوگئی .قریش نے جمع ہوکر اس کو بنانا شروع کیا تو ہر شخص کار ثواب سمجھ کر اس کی تعمیر میں حصہ لینے لگا .حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سب سے زیادہ اس میں حصہ لے رہے تھے۔

حضرت عباس کا نکاح *حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا نکاح حضرت لبابۃ* .الکبریٰ سے ہوا جو ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حقیقی بہن تھیں ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت لبابۃ الکبریٰ جن کی کنیت ام الفضل ہے یہ وہ پہلی خاتون ہیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد مسلمان ہوئیں اور بہت سی حدیثیں ان سے مروی ہیں اور ان کے بطن سے چھ لڑکے حضرت فضل، حضرت

عبداللہ، حضرت عبیداللہ، حضرت قثم، حضرت عبدالرحمن، حضرت معبد اور ایک صاحبزادی جن کا نام ام حبیبہ تھاپیدا ہوئیں۔ ان کے علاوہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اور بھی اولادیں تھیں .کل دس لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں .سب سے آخر میں حضرت تمّام پیدا ہوئے۔ علم الانساب کے حوالے سے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رض کی نسل صرف انکے تین بیٹوں عبداللہ ، عبیداللہ اور معبد سے چلی ہے۔

جب آنحضرت ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی عمر تینتالیس /43 سال کی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام بنی ہاشم اور بنو عبدالمطلب کو جمع کیا چونکہ یہ حکم خداوندی تھاکہ ''یعنی اپنے رشتہ داروں کو ڈرائیں'' اس لیے آپ ﷺ نے اپنے خاندان کے تمام افراد کو جمع کیا اور کھانے کی دعوت دی جس پر حضرت ابوطالب، حضرت سیدنا امیر حمزہ، حضرت سیدنا عباس تو خاموش رہے مگر ابولہب نے کہا کہ کیا تم نے اس کام کیلئے ہم کو بلایا تھا اور نازیبا الفاظ منہ سے نکالے جس کے جواب میں سورۂ لہب نازل ہوئی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں قبل الاسلام ہی سے حضور ﷺ کی حقانیت اور بزرگی گھرکرچکی تھی۔ جب قریش نے بنوہاشم کا بائیکاٹ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی آنحضرت ﷺ کیساتھ شعب ابی طالب میں چلے گئے اور سخت

سختیاں اٹھائیں۔ جب قریش کی سختیاں بام عروج کو پہنچ گئیں تو حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا مگر اولاً اپنے عم بزرگوار حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے مشورہ لینے کی غرض سے ان کے پاس تشریف لے گئے کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے خیرخواہ اور ہمدرد تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا :اے چچا میں اپنا راز آپ سے کہتا ہوں، اس کو ظاہر نہ کیجئے کہ قریش سے کیسی سختیاں اور اذیتیں اٹھارہا ہوں اب صبر کرتے کرتے دل سرد ہوگیا ہے۔ ان کا رستے پر آنا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ میں نے اکثر چاہاکہ جب مختلف قبائل حج کے واسطے آتے ہیں ان کے ساتھ چلا جاؤں اور وہاں جاکر اپنے دین کا اظہار کروں مگر کوئی نہ ملا ہاں البتہ یثرب)مدینہ (کے چھ آدمی آئے تھے وہ مسلمان ہوکر چلے گئے اور اب ان کے بارہ آدمی آئے ہیں اور مجھ سے بیعت کی ہے اور مسلمان ہوگئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ چلا جاؤں؟

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے یہ سن کر کہا'' :میں آپ)ﷺ (کو نیک مشورہ دیتا ہوں اور آئندہ ایسے امور میں ہمیشہ اچھے اور مناسب مشورے دیتا رہوں گا۔ میری یہ رائے ہے کہ آپ)ﷺ (ان بارہ آدمیوں کے ہمراہ نہ جائیں اس وجہ سے کہ مدینہ میں تقریباً دس ہزار کی آبادی ہے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور جس شہر میں اتنے آدمی ہوں اور پھر ان میں اختلاف بھی ہو ایسی حالت میں وہاں کے تھوڑے آدمیوں کے ساتھ جانا ٹھیک نہیں اور نہ یہ لوگ قابل اعتماد ہیں۔ علاوہ ازیں

آئندہ آپ ﷺ (واپس مکہ نہ آسکیں گے کیونکہ یہاں سے جانے کے بعد تو یہ لوگ کھلم کھلا آپ ﷺ (کی جان کے دشمن ہوجائیں گے۔ اب تو جب تک آپ ﷺ (یہاں ہیں میں جاں نثاری کیلئے تیار ہوں مگر یاد رکھیں پوری قوم کا مقابلہ ہے، ہاں آپ ﷺ (اپنے اہل بیت میں سے کسی کو ان کے ساتھ مدینہ روانہ کردیں کہ وہ وہاں جاکر آپ ﷺ (نیابت کریں اور وہ لوگوں کو آپ ﷺ (کے دین کی طرف رغبت دلائیں اور جب وہاں کے لوگ آپ ﷺ (کے دین کے گرویدہ ہوجائیں گے تو اس وقت وہاں جانا مناسب ہوگا اور اگر وہ لوگ آپ ﷺ (کے دین کے گرویدہ نہ ہوں تو آپ ﷺ (اپنے قبیلے سے الگ نہ رہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ تجویز بہت پسند آئی اور اسی پر کاربند ہوئے اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے جاکر مدینہ میں تبلیغ اسلام کی اور آخر کار آپ کی کوششوں سے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مشرف بااسلام ہوگئے اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وجہ سے تمام بنی الاشہل مسلمان ہوگئے اور حج کے موقع پر 80 افراد مکہ آئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی اطلاع حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو دی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا :آپ ﷺ (ان کے پاس چلیں میں ابھی آتا ہوں اور یہ دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے آدمی ہیں اور وہ لوگ قابل اعتماد ہیں کہ نہیں؟ شام کے وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس مقام پر پہنچے جہاں مدینے والے

منتظر تھے۔ ابھی اس تک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا ایمان ظاہر نہیں ہوا تھا۔
حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ چاہتے تھے کہ ان مدینے والوں سے اچھی طرح
مضبوط عہد لیں پھر آنحضرت ﷺ کو ان کے سپرد کردیں۔

:حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کھڑے ہوئے اور یہ تقریر کی

اے اوس و خزرج کے سردار !تم سردارانِ قوم ہو اور تم لوگ سفر کی سختیاں اٹھا کر" آئے ہو اس کا ہم کو خیال ہے تم سمجھ لو کہ محمد ﷺ میرا بھتیجا ہے اور ساری خلقت سے مجھے عزیز ہے کسی شخص کو اس پر دسترس نہیں مگر قریش کی گستاخیوں سے ان کا دل ان لوگوں سے متنفر ہوگیا ہے اور ان کی بھی یہ مرضی ہے کہ تمہارے ساتھ چلے جائیں مگر یاد رکھو !یہ جب یہاں سے چلے جائیں گے تو قریش کا جو شرم و لحاظ ہے وہ نہیں رہے گا اور یہ لوگ سخت درجہ کی لڑائی پر آمادہ ہوجائیں گے۔ اگر تم لوگ محمد ﷺ سے بدعہدی کرو اور مدینے جاکر علیحدہ ہوجاؤگے تو ابھی کہہ دو ایسا نہ ہوکہ انہیں یہاں سے لے جانے کے بعد اپنا وعدہ پورا نہ کرسکو اور ہمیں اپنا دشمن بنالو کیونکہ محمد ﷺ !اب بھی اپنی قوم میں محترم و معزز ہیں۔ ان لوگوں نے پورا عہد کیا اور کہا :اے عباس ہم نے خدا کے لیے ان کو قبول کیا، ہم ان پر اپنی جانیں قربان کریں گے لیکن ایک

عرض ہماری بھی ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ اپنے دشمنوں پر غالب آجائیں اور کسی کا خوف و اندیشہ نہ رہے تو ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ ہمیں چھوڑ کر چلے آئیں"۔

آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ ایسا نہ ہوگا۔ میں تمہارا اور تم میرے، میرا جینا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔ میری قبر تمہاری قبروں میں ہوگی اورمیرا گھر تمہارے گھروں میں ہوگا جن کے ساتھ تم لڑو گے میں بھی لڑوں گا جن سے تم صلح کروگے میں بھی صلح کروں گا۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور تقریر کی۔ چند ایام گزرنے کے بعد آپ ﷺ باذن خداوندی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ہمراہ لے کر مدینہ کی طرف ہجرت کرگئے۔

دو ہجری میں کفار قریش مدینہ منورہ پر حملے کرنے کیلئے نکلے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ جنگ میں جانا نہیں چاہتے تھے مگر قبیلہ اقوام کے شدید اصرار پر بادل نخواستہ نکلے۔ حضور ﷺ کو اس کا علم تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بادل نخواستہ نکلے ہیں اور اس کا بھی علم تھا کہ وہ دل میں اسلام لاچکے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اعلان فرمادیا کہ عباس)رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (کو کوئی قتل نہ کرے۔

(ابن اثیر ج۲،ص۳۸)

کفار قریش کو جنگ میں شکست ہوئی اور ان کے ستر آدمی گرفتار ہوئے جن میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی شامل تھے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ،فدیہ کی رقم مانگی گئی تو فرمایاکہ میرے پاس جو رقم تھی سب کی سب خرچ ہوگئی ہے صرف بیس اوقیہ سونا ہے جو بچ گیا ہے، وہ تمام سونا لے لیا گیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا وہ سونا جو چچی صاحبہ کے پاس آپ رکھ کر آئے ہیں وہ کہاں ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایاکہ اس کی خبر آپ ﷺ کو کیسے ملی؟ یہ معاملہ تو شب میں بالکل خاموشی اور علیحدگی میں ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا :اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نے اطلاع دی تھی، یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے بآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھا اور کہاکہ میں تو پہلے ہی سے مسلمان تھا اور آپ ﷺ بھی میرے برتاؤ سے واقف ہیں اور یہ بھی آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ قریش مجھے زبردستی کھینچ کر لائے ہیں۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مکہ معظمہ واپس چلے گئے اور وہیں قیام فرمایا مدینہ منورہ سے جو مسلمان عمرہ وغیرہ کرنے کیلئے جاتا ان کو حضرت عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہٗ اپنے پاس ٹھہراتے اور ان کی ہر طرح سے معاونت کرتے۔ کسی کی مجال نہیں تھی کہ ان سے کچھ کہہ سکے، اس کے باوجود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ چاہتے تھے کہ مدینہ منورہ چلے جائیں اور برابر خط کے ذریعہ حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتے رہے مگر حضور اکرم ﷺ جب مکہ معظمہ فتح کرنے تشریف لے جارہے تھے تو راستہ میں مقام ذوالحلیفہ پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مع اپنے اہل وعیال کے لشکر اسلام سے مل گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ اہل و عیال کو مدینہ منورہ روانہ کریں اور آپ)رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ہمارے ساتھ رہیں۔ اسی موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم النبین ﷺ ہوں، آپ)رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (خاتم المہاجرین ہیں۔

فتح مکہ کے بعد جب مسلمان جنگ حنین کیلئے نکلے تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بھی ہمراہ تھے۔ جنگ میں مسلمانوں کا لشکر بچھڑ گیا اور شکست ہوگئی تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی آواز پر سب جمع ہوگئے اور پھر فتح حاصل ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس جنگ میں انتہائی بے جگری سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور پوری جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ کی حفاظت و نگرانی کرتے رہے۔

آنحضرت ﷺ کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد خلفائے راشدین نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا اکرام کیا، اہم معاملات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ لیتے اور اس پر عمل کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اموالِ غنیمت بحساب درجات تقسیم کرنے کا ارادہ فرمایا اوراس کے واسطے ایک رجسٹر بنایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا کہ اول

اس میں اپنا نامی گرامی لکھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایاکہ میں کس طرح اول نام لکھوں کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی لکھا گیا اور سب سے بڑھ کر حصہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے مقرر کیا گیا۔

وفات

جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر 88 برس کی ہوئی تو 12 رجب 32 ہجری میں بروز جمعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مناقب

ایک موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "عباس)رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (مجھ سے ہیں اور میں عباس)رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (سے ہوں ."یہ غلبت محبت کے الفاظ ہیں جس سے حضورﷺکی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے محبت معلوم ہوتی ہے۔ آپ بے انتہا سخی اور صلہ رحمی کرنے والے تھے ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "یہ عباس بن عبدالمطلب)رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (قریش کے اعلیٰ درجہ کے سخی لوگوں لوگوں میں سے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی صلہ رحمی کرنے والے ہیں ."حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو حضور ﷺ نے بطور خاص صلوٰۃ التسبیح کی تعلیم دی اور ارشاد فرمایا کہ یہ وہ نماز ہے کہ جس کے پڑھنے سے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہوجائینگے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور مبارک میں جب لوگ قحط میں مبتلا ہوگئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تو فوراً بارش ہوجاتی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دنیائے اسلام میں آپ کی مقبولیت اس قدر ہے کہ تمام فرقہ اسلامی آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

سیدنا العباس بن عبدالمطلب، عم رسول اللہ

مناقب آل عباس بن عبدالمطلب

تحریر و تحقیق

*اسامہ علی عباسی *

مؤرخ الاسلامیہ و علم الانساب

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اک دن ممبر پر جلوہ افروز تھے، آپ نے فرمایا

اے لوگو، اللہ کی نگاہ میں اہل زمین میں کون سب سے زیادہ معزز ہے؟"-"

"لوگوں نے جواب دیا "بیشک آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم.

تو نبی اکرم نے فرمایا

"یقینا عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں".

(بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ 1770)

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تم مجھے عباس ابن عبدالمطلب کے بارے میں اذیت مت دو کیونکہ وہ میرے آباؤ"
."اجداد کی نشانی ہیں اور بلاشبہ چچا، باپ کے ہی مثل ہوتا ہے

(بحوالہ امام احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ 1781)

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن فرمایا

تم میں سے جسکا بھی عباس سے سامنا ہو، وہ ان پر وار نا کرے کیونکہ انہیں"
.")ہمارے مقابلے پر (مجبور کیا گیا ہے

(بحوالہ مسند امام احمد ابن حنبل، فضائل الصحابہ 1782)

جب حرمت سود کا حکم آیا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

آج سے سود کا لین دین اللہ رب العزت نے حرام قرار دے دیا ہے اور میں اپنے چچا"
عباس بن عبدالمطلب کا سود معاف کرنے کا اعلان کرتا ہوں"۔

اس اعلان کو سنتے ہی سیدنا عباس بن عبدالمطلب نے قریب آکر عرض کیا

یا رسول اللہ، آپ نے سود معاف کیا ہے اور میں اپنی طرف سے ان سب مقروضوں کا"
اصل زر)رقم (بھی معاف کرتا ہوں"۔

یہ اعلان سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت عباس کے حق میں برکت کی دعا
فرمائی اور وہ دعا اللہ رب العزت نے قبول فرمائی۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو*
صحابہ کرام نے آپ سے خلافت کا زکر کیا تو آپ نے فرمایا

."خلافت میرے چچا کے بیٹوں میں ہوگی جو ابو العباس کے قائم مقام ہیں"

(بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ 1784)

سیدنا عباس ابن عبدالمطلب نے بیعت عقبہ میں رسول اللہ کا ہاتھ تھاما جس وقت 70
انصاری صحابہ آپ سے ملنے آئے تھے۔ حضرت عباس، رسول اللہ کا ساتھ دینے کے
لیے ان سے وعدہ لے رہے تھے اور ان پر شرط عائد کررہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ اللہ
کی قسم یہ اسلام کے بلکل ابتدائی دنوں کی بات ہے جب کوئی اعلانیہ عبادت بھی نہیں
.کرتا تھا

(بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ 1794)

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا

"جب سوموار کی صبح ہوگی تو آپ اپنے بیٹوں کیساتھ میرے پاس آنا۔ جب سوموار کی صبح ہوئی تو سیدنا عباس اپنے بیٹوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے انہیں اپنی چادر پہنائی اور فرمایا

"اے اللہ، عباس کی اور انکے بیٹے کی مغفرت فرما۔ ظاہری بھی اور باطنی بھی، ایسی مغفرت جو کسی گناہ کو نا چھوڑے۔ اے اللہ، اسکی اولاد سے اسکا بہترین جانشین پیدا فرما".

(بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل، فضائل الصحابہ 1795)

بلاشبہ رسول اللہ، سیدنا عباس بن عبدالمطلب کی اس طرح عزت و احترام کرتے تھے جسطرح بیٹا اپنے والد یا چچا کی عزت و احترام کرتا ہے۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 1799)

سیدنا عباس بن عبدالمطلب کے فرزند مفسر قرآن و راوی احادیث رسول سیدنا عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں

رسول اللہ نے مجھے زور سے اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور یہ دعا فرمائی - "اے اللہ انکو" ."'''قرآن کا علم سکھادے

سیدنا عبداللہ ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ میں نے دو مرتبہ جبرائیل علیہ السلام کو" .''دیکھا اور رسول اللہ نے دو مرتبہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالی مجھے حکمت عطا فرمائے

(بحوالہ مسند احمد، حدیث نمبر 1835 و 1911)

حضرت عبداللہ ابن حارث رح بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ، عبداللہ ابن عباس ، عبیداللہ ابن عباس، کثیر" ابن عباس کو لائن میں کھڑا کرتے جب وہ بچے تھے۔ پھر فرماتے جو میرے پاس پہلے ."آئے گا اسکو فلاں چیز انعام میں ملے گی، پھر وہ دوڑ کر آتے تو انہیں آپ بوسہ دیتے

(بحوالہ مسند احمد، فضائل الصحابہ 1922)

دور قدیم میں یہ جملہ عرب میں مشہور تھا کہ

جس کسی نے علم، سخاوت اورخوبصورتی کو دیکھنا ہے وہ السیدنا عباس ابن عبدالمطلب" رض کے گھر کا رخ کرے۔ فضل ابن عباس بڑے وجیہہ و خوبصورت تھے، عبداللہ ابن عباس بحر العلم تھے جبکہ عبیداللہ ابن عباس کا شمار عرب کے اسخیاء میں ہوتا تھا۔

تفصیل اولاد سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ* *تعالی عنہ

نسب آل عباس بن عبدالمطلب

تحریر و تحقیق

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الھاشمیین

حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے فرزندان کی تفصیل اور انکی اولاد کی تفصیل درج زیل ہے :

الفضل بن عباس -1

انکی نسل جاری نہیں، انکی دختر کی شادی ابو موسی الأشعري کیساتھ طہ پائی۔

عبداللہ بن عباس، حبر الأمۃ -2

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ مفسر قرآن اور صحابی جلیل ہیں۔ انکا سلسلہ نسب جاری ہے، انکی نسل فقط انکے بیٹے امام علی السجاد رضی اللہ تعالی عنہ سے چلی ہے باقی بیٹوں کا سلسلہ نسب منقطع ہے۔ تمام خلفاء بنو عباس عبداللہ بن عباس کی نسل سے ہیں۔

قثم بن عباس -3

حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے دور خلافت میں مدینہ کے گورنر رہے اور ثمرقند میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔ انکا سلسلہ نسب منقطع اور انکی نسل جاری نہیں ہے۔

عبیداللہ بن عباس - 4

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے دور خلافت میں یمن کے گورنر مقرر ہوئے اور مدینہ منورہ میں مدفن ہیں۔ انکا سلسلہ نسب جاری ہے اور انکی نسل کی غالب اکثریت ملک یمن میں موجود ہے۔

5- معبد بن عباس

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے دور خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر مقرر ہوئے اور افریقہ کے ملک لیبیا میں مدفون ہیں۔ انکا سلسلہ نسب جاری ہے اور انکی نسل کی غالب اکثریت سوڈان اور افریقہ کے ممالک میں موجود ہے.

6- عبدالرحمن بن عباس

افریقہ ملک لیبیا میں اپنے بھائی حضرت معبد کیساتھ ہی مدفون ہیں، انکا سلسلہ نسب منقطع ہے اور انکی نسل جاری نہیں۔

7- تمام بن عباس

انکا سلسلہ نسب منقطع اور انکی نسل جاری نہیں ہے۔

۸- الحارث بن عباس

کچھ پشتیں گزرنے کیبعد انکا سلسلہ نسب منقطع ہوا اور انکی نسل جاری نہیں رہی۔

حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے کل بیٹوں میں سے آپکی نسل صرف اور صرف ان بیٹوں سے چلی ہے اور باقی ہے؛

1- عبداللہ بن عباس

2- عبیداللہ بن عباس

3- معبد بن عباس

یہ معلومات خاندان عباسیہ ہاشمیہ کی نقابت کے مرکزی ادارے نقابت الاشراف) ، العباسیین الھاشمیین عراق اور عرب نقباء و نسابین بنو عباس کے متفقہ علیہ قول کتب اور فتاوی کی روشنی میں جاری کردہ ہیں۔ سیدنا عباس بن عبدالمطلب کا سلسلہ نسب آپکے 3 بیٹوں سے ہی چلا ہے اور روئے زمین پر موجود ہے۔

*علم الانساب میں نقیب الاشراف کسے کہتے ہیں

نقیب کے معنی رئیس اعظم ، نگران اعلیٰ ، سربراہ اور کسی قوم قبیلے کے ہر داخلی اور خارجی امور میں تدبیر اور سازگاری پیدا کرنے والے کے ہیں۔

عالم عرب میں سادات بنو ہاشم من جملہ اولاد عبدالمطلب علیہ السلام و قبیلہ بنو ہاشم کی مختلف شاخوں)سید، علوی، عباسی، جعفری، عقیلی، حارثی (میں ہر خاندان کا ایک نقیب ہوتا ہے جس کا کام پورے خاندان کی نگرانی کرنا ہوتا ہے یہ خاندان کے ہر داخلی اور خارجی امور پر نظر رکھتا ہے کہ کوئی غیر خاندان ہمارے خاندان میں داخل نہ ہو اور اپنی لا علمی کی وجہ سے کوئی خاندان اپنے نسب سے خارج بھی نہ ہو۔ نقابت کا یہ سلسلہ خلافت عباسیہ میں شروع ہوا اور تاحال جاری و ساری ہے۔ موجودہ دور میں خاندان بنو ہاشم کے 5 قبائل سید، علوی، عباسی، جعفری، عقیلی اور حارثی شاخوں کے نقیب الاشراف موجود ہیں۔ ابتداء میں جب سارے خاندان بنو ہاشم کے افراد تعداد میں کم تھے تو پورے خاندان بنو ھاشم میں ایک ہی نقیب ہوتا تھا جیسا کہ نقیب بنوھاشم السید حسین نسابہ ، السید ابو عبداللہ ، سید مرتضی علم الهدی اور سید ابو عبداللہ احمد نقیبِ قم وغیرہ بعد ازاں جب سادات دور دراز علاقوں کی طرف ہجرت کر گئے اور تعداد بڑھ گئی تو سادات)فاطمیوں (کے مختلف طبقات اور علاقہ جات کے حساب سے الگ الگ نقباء مقرر ہو

گئے .نقابت کی اجازت کسی قبیلے کے نقیب کی جانب سے کسی نسابہ یا عالم الانساب کو دی جاتی ہے جوکہ علم الانساب میں سند یافتہ ہو اور ماہر نسب ہوں تاکہ وہ علم الانساب کی پیچیدگیوں کو سمجھنے والا اور انکو حل کرنے والا ہو۔ کسی بھی قبیلے میں شجرہ جات انساب و تاریخ کی تصدیق، تردید، تالیف، نشر کرنے کا اختیار نقیب کے پاس ہوتا ہے جسکی اجازت سے کوئی قوم، قبیلہ عام عوام الناس میں اپنا نسب ثابت و بیان کرتی ہے۔ موجودہ دور میں قبائل بنو ھاشم کے نقباء موجود ہیں جو اپنے اپنے خاندان کی نقابت کے منصب پر فائز ہیں اور مہر نقابت سے کسی زیلی قبیلے کی تصدیق و تردید کا اختیار رکھتے ہیں۔

پوری دنیا میں آباد خاندان عباسیہ کے نقیب السید حیدر نعمان العباسي الهاشمي جو نقیب الاشراف العباسیین عراق ہیں،۔ وہ خاندان عباسیہ کی نقابت کے عالمی بین الاقوامی ادارے نقابت الاشراف العباسیین الهاشمیین کے سربراہ ہیں۔ دنیا بھر کے قبائل عباسیہ اپنے شجرہ جات کی تصدیق نقیب العباسیین السید حیدر نعمان عباسي سے کرواتے ہیں اور وہ نقیب بنو عباس کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ نقابت الاشراف العباسیین عراق بلاتفریق مکتب فکر دنیا بھر میں آباد قبائل عباسیہ کی نقابت کا ادارہ ہے جس نے کم و بیش 5 ہزار اسناد، شھادت النسب اور علم الانساب کے سرٹیفیکیٹ جاری و ساری کیے ہیں۔

*نقیب اور نسابہ میں فرق کیا ہوتا ہے؟

علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ یا ماہر نسب جبکہ ماہر نسب شخص جو علوم انساب میں بدرجہ کمال رکھتا ہو اسے نقیب کہتے ہیں۔ نقیب سے مراد کسی قوم یا قبیلے کے سربراہ، نگران اعلیٰ، انسابی پیشواء اور کسی قوم قبیلے کے ہر داخلی اور خارجی امور میں تدبیر اور سازگاری پیدا کرنے والے کے ہیں۔ علم الانساب میں نقیب سے مراد مفتی اعظم کے ہیں جو کسی قوم، قبیلے یا شخص کے نسب پر تصدیق اور تردید کا فتوی دیتا ہے۔

علوم شریعت و اصول دین میں فارغ التحصیل شخص کو عالم دین کہا جاتا ہے ویسے ہی علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ یا ماہر نسب کہا جاتا ہے۔ جب ایک عالم دین، مزید تعلیم حاصل کرکہ مفتی بنتا ہے اور اصول شریعت میں فتوی صادر کرتا ہے تو ایسے ہی ایک نسابہ مزید تعلیم حاصل کیبعد اور کسی نقیب سے سند نقابت ملنے کیبعد علم الانساب میں کسی قوم یا قبیلے کے نسب پر تصدیق اور تردید کا فتوی صادر کرتا ہے گویا

نقیب سے مراد علم الانساب میں مفتی کے ہیں جو کسی قوم قبیلے کے نسب کی تصدیق و تردید پر فتوی دیتا ہے۔

علم الانساب، عربوں کا قدیمی تعلیم و ہنر

علم الانساب کسے کہتے ہیں؟ نسابہ اور مشجر کسے کہتے ہیں؟*

باحث و کاتب النسابہ والنقیب السادات سید محسن رضا الحمیدی

علم الانساب وہ علم ہے جس میں کسی خاندان یا خاندان کے نسب کے بارے میں معرفت حاصل کی جاتی ہے .علم الانساب کے بھی دیگر علوم کی طرح اپنے قواعد و ضوابط ,اصول و شرائط، اصطلاحات اور رموز و اوقاف ہیں جن کے بغیر اس کی صحیح معرفت و حصول ممکن نہیں ہوتا .یہ علم اہل عرب سے مخصوص ہے، جس طرح فلسفہ و منطق اہل یونان ، طب اہل روم، آداب نفس و اخلاق اہل فارس، علم الصنائع اہل چین اور علم نجوم و حساب اہل ہند سے مخصوص ہیں.

علم الانساب اہل عرب کے مخصوص علوم میں سے ایک ہے اور عرب میں اس پر باقاعدہ ہر دور میں کام ہوا ہے۔ علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ کہتے ھیں، نسابہ کو علم الانساب میں سند اور نقابت سے بھی نوازا جاتا ہے۔ غیر عرب اپنے نسب کو محفوظ نہیں رکھتے تھے جس کی وجہ سے ان کے نسب آپس میں ایک دوسرے سے مخلوط ہو گئے اور وہ دوسرے نسبوں سے ملحق ہو گئے حالانکہ وہ اس نسب سے ہرگز نہ تھے .اس کے مقابلہ میں اہل عرب نے اپنے نسب کی حفاظت کی تاکہ نہ تو کوئی ان میں داخل ہو سکے اور نہ اپنا کوئی فرد خاندان سے خارج ہو سکے .جس کی وجہ سے ان کا نسب محفوظ اور شک و شبہ سے پاک رہا.

عرب میں قبل از اسلام اپنا نسب حضرت عدنان ,قحطان یا حضرت اسماعیل تک یاد رکھتے تھے اور جب مناسک حج سے فارغ ہوتے تو بازار عکاظ میں جمع ہوتے اور مجمع کے سامنے اپنا شجرہ نسب بیان کرتے اور اس پر فخرو مباحات کرتے اور وہ اس عمل کو حج و عمرہ کی تکمیل کے لیے ضروری خیال کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے بھی معرفت نسب کی تاکید کی بلکہ بہت سے احکام شرعیہ مثلا میراث و دیت، صلہ رحمی وغیرہ کی بجاآوری اس علم الانساب کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں اور حضرت محمد ص کے نسب کی معرفت تو واجب قرار دی گئی کیونکہ ان کے قرابت داروں سے محبت ہی

اجر رسالت قرار دی گئی .اس طرح خمس کی ادائیگی کے لیے بھی ضروری ہے کہ سادات بنو ہاشم)اولاد عبدالمطلب (کے نسب کی معرفت ہو۔

نساب و نسابہ کسے کہتے ہیں

ماہر انساب کو عربی میں ناسب، نسّاب یا نسابہ کہا جاتا ہے اور شجرہ نسب لکھنے والے کو مشجّر کہا جاتا ہے اور پاک و ہند میں نسابہ بہت کم اور مشجر زیادہ ہیں لیکن بد قسمتی سے ادھر مشجر کو ہی ماہر انساب یا نسابہ کہہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے پاک و ہند کے اکثر شجرہ جات کا بیڑہ غرق ہوا ہے اور بہت سے صحیح النسب خانوادے ان مشجر حضرات کی وجہ سے مشکوک النسب ہوئے ہیں۔

ماہر انساب میں کچھ اوصاف کا ہونا بہت ضروری ہے مثلاً وہ قوی النفس ہو تاکہ وہ کسی کی ظاہری شان و شوکت یا جاہ و جلال سے مرعوب ہو کر یا خوف کھا کر صحیح النسب کا انکار یا مردود النسب کو صحیح النسب نہ قرار دے دے .نسب کے تمام رموز و اوقاف سے . واقف ہو اور نسب سے متعلق جدید و قدیم کتب و جرائد اور دیگر وثائق نسبیہ سے آگاہ ہو کسی بھی روایت کے رد یا قبول کرنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنے والا ہو .عادل ہو

اور اپنے قول کا سچا اور متقی و پرہیزگار ہو۔ عوام میں اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کا حامل ہو تاکہ لوگ اس کے قول پر اعتماد کریں وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ نسابہ کا سب سے اہم وصف ماہر انساب کو مزہبی تعصب، اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی سے پاک ہونا چاہیے ورنہ ایسا آدمی کبھی بھی مخالف مسلک اور مزہبی رہنمائوں اور دیگر جماعت کے متعلق عدل سے کام نہیں لے گا۔ ایسے لوگ سب کچھ جاننے کے باوجود کہ ان کا مزہبی پیشوا و مرشد سید) سادات بنو ہاشم (نہیں ان کے دعویٰ سیادت کی نفی نہیں کرتے۔ ہمارے معاشرے میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

علم الانساب کی اصطلاحات

از

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین شمالی پاکستان

علم الانساب عربوں کے مخصوص علوم میں سے ایک علم ہے جسکے اپنے قواعد و ضوابط، شرخ، قانون و ضابطے ہیں۔ علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ یا ماہر نسب کہا جاتا ہے جو کسی قوم قبیلے یا خاندان کے انساب میں کامل مہارت و باخبر ہو۔ جیسے علوم دینیہ و اسلامیہ بالخصوص فقہ میں فارغ التحصیل شخص کو مولانا یا عالم دین کہا جاتا ہے عین اسی طرح علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ کہا جاتا ہے۔ عربوں میں علم الانساب کا رحجان ماضی بعید کیطرح رواں نہیں رہا مگر موجودہ دور میں بھی عرب نسابین اور انکے مکتب خانے اور نقابت خانے موجود ہیں جہاں پر اقوام عرب بالخصوص ہاشمیوں کے نسب نامے، تاریخی روایات و حالات و واقعات محفوظ و مامون ہیں۔ اس

زمرے میں اولاد عبدالمطلب علیہ السلام (من جملہ بنو ہاشم - سادات کرام فاطمی، علوی، عباسی، جعفری، عقیلی اور حارثی خاندان) کو فضیلت و فوقیت اس طرح حاصل ہے کہ ماضی قدیم کیطرح آج بھی ان میں علم الانساب سیکھنے، پڑھنے اور لکھنے کا رواج بدستور جاری و ساری ہے اور اہل عرب میں علم الانساب میں قریبا 90٪ سادات ہاشمیہ من جملہ اولاد عبدالمطلب ہی فائز و سیادت کے منصب پر فائز ہیں۔ نسب کی سند کسی نسابہ یا ماہر نسب کی جانب سے کسی علم الانساب کے طالب علم کو دی جاتی ہے گویا انکا ایک تعلق استاد و شاگرد کا رہتا ہے۔ علوم اسلامیہ و فقہ میں فارغ التحصیل شخص مولانا اور پھر مفتی کی حیثیت رکھتا ہے عین اسی طرح علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص نسابہ اور پھر نقیب کی حیثیت رکھتا ہے۔ علم الانساب میں نقیب سے مراد مفتی اعظم کی ہوتی ہے جو کہ علم الانساب یا کسی قوم، قبیلے یا خاندان کے نسب کی تصدیق و تردید پر فتوی دیتا ہے۔ نقیب سے مراد کسی بھی خاندان یا قبیلے کے سربراہ، نگران اعلی اور انسابی پیشواء کے طور پر کی جاتی ہے جو کہ اپنے خاندان، قوم یا قبیلے کی انساب میں نمائندگی، رہنمائی اور نگرانی کرتا ہے۔

علم الانساب میں ماضی قدیم سے ہی عرب نسابین اور نقباء کی جانب سے چند اصطلاحات طے کی گئی ہیں جنکو علم الانساب کے قوانین کی حیثیت سے سمجھا اور جانا جاتا ہے۔

1- *صحیح النسب*

صحیح النسب سے مراد وہ قوم یا قبیلہ ہے جسکا نسب تمام علماء نسابین سے جاری شدہ اور تصدیق شدہ ہو۔ جسکا نسب تمام نسابین کے نزدیک بغیر اختلاف صحیح ثابت ہوجائے اسکو صحیح النسب کہا جاتا ہے۔یہ علم الانساب میں درجہ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔

2- *مقبول النسب*

کسی قوم یا قبیلے کا نسب جو بعض نسابین کے نزدیک قبول اور تصدیق شدہ ہو مگر بعض علمائے نسابین نے اس پر اختلاف کیا ہو۔ پس کچھ نسابین نے اسے قبول کیا تبھی یہ نسب، مقبول النسب کہلاتا ہے۔

3- *مردود النسب*

کسی قوم یا قبیلے کا ایسا نسب جس پر تمام نسابین نے اختلاف کیا ہو اور اسے کذاب کہا ہو۔ بالفرض کسی شخص نے دعوی کیا کہ وہ فلاں قبیلے سے ہے جبکہ حقیقتا وہ اس قبیلے سے نا ہو اور جب تحقیق ہو تو اس سے بھی ثابت ہو کہ فلاں شخص فلاں قبیلے سے نہیں ہے تو ایسا شخص مردود النسب کذاب ہے جس پر دین اسلام میں بڑی سخت وعید ہے اور ایسا شخص یا قبیلہ لعین و کذاب ہے۔

4۔ *مشہور النسب*

کسی ایسے قبیلے یا شخص کا نسب جسکا دعوی فلاں قبیلے سے ہو اور وہ اس سلسلے میں عوام الناس میں مشہور و معروف اور معتمد بھی ہو مگر اسکا سلسلہ نسب غیر معلوم ہو تو ایسے نسب کا حکم علمائے نسابین کے نزدیک مشھود النسب قرار پائے گا۔

5۔ *مجہول النسب*

کسی ایسے شخص یا قبیلہ یا نسب جسکا دعوی فلاں قبیلہ سے ہو اور مشہور النسب ہو مگر نسب میں پیچیدگیاں اور خلاء واقع ہو یعنی نسب نامہ نامکمل ہو اور نسابین نے اس پر اختلاف کیا ہو تو ایسے قوم یا شخص کے نسب کو مجہول النسب کہا جاتا ہے۔

علمِ انساب کی اصطلاحات

علم الانساب میں نسابین نے کم وقت میں نسب کے اظہار مطلب کے لئے چند اصطلاحیں وضع کی ہیں جن کا مختصر تعارف اس طرح ہے:

صحیح النسب: وہ شخص جس کا نسب باتقوی علماء و نسابین کے نزدیک ثابت ہو اور تمام نسابین کا اس پر اجماع ہو۔

مشھور النسب: وہ شخص جو سید یا علوی یا عباسی کہلاتا ہو لیکن اس کا نسب مشھور نہ ہو اور اس کے نسب کا کوئی ثبوت بھی نہ ہو۔

مقبول النسب: وہ شخص جس کا نسب بعض کے نزدیک ثابت ہو لیکن آخر کے لوگوں نے اس سے انکار کیا ہو لیکن عادلین کی گواہی یا کسی شرعی دلیل سے اس کا نسب ثابت ہوتا ہو لیکن صحیح النسب کی حد میں پھر بھی نا آتا ہو۔

مردود النسب : وہ نسب جو کسی قبیلے سے اپنے آپ کو منسوب کرے لیکن اس کا اس قبیلے سے کوئی تعلق نہ ہو اور دوسرا قبیلہ بھی اس کے بارے میں گواہی دے کہ اس قبیلے کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

منقرض النسب : وہ شخص جس کی اولاد پیدا ہوئی ہو اور بعد میں مرجائے جسکی وجہ سے اسکی نسل نا چلے۔

فی صح النسب ۔اگر کسی مدعی نسب کا نسب اس کے بینہ سے ثابت ہوجائے تو اس کے لئے یہ اصطلاح بولتے ہیں۔ اگر کسی کی نسل سے متعلق معلوم نہ ہو کہ چلی یا نہیں چلی تو اس کے آگے فی صح لکھ دیتے ہیں۔

ینظر حالہ - وہ جس کے نسب کے سلسلے کو جوڑنے میں نسابین شک میں مبتلا ہوجائیں۔

فیہ نظر - وہ جس کے نسب اتصال میں نسابہ متفق نہ ہوں۔

مطعون النسب - جس کے شجرے کو نسابہ برا سمجھیں، مگر اس کے شجرے کو کلعدم نہ کریں۔

صریح النسب - خالص النسب یا وہ نسب جس کے لئے کسی حجت یا دلیل کی ضرورت نہ ہو کہ یہ غلط ھے یا صحیح۔

صح عن فلان النسب - اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص یا قبیلے کے نزدیک اس کا نسب ٹھیک ہے۔

وحدہ النسب - یعنی اس کے باپ کی اس کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں ہو اور اس اکلوتے بیٹے سے اسکی نسل چلی ہو (اکلوتی اولاد)

فی نسب القطع - جہاں پر کسی شخص کی اولاد ختم ہو وہاں لکھتے ہیں یعنی اسکی نسل آگے نہ چلی ہو۔

اظنہّ کذا- وہ نسب جہاں پر شجرے کے ماہتین کو تردد ہوجائے اور طرفین کے کسی ایک قول کو ترجیح دیں۔

اعلمہ فلان النسابہ - وہ شخص جس کے نسب میں شک ہو اور کہا جائے کہ فلاں عالم اس کے نسب بارے میں جانتا ہے۔

ق النسب - یہ وہاں لکھتے ہیں جہاں نسب کسی کی تحقیق کا محتاج نا ہو۔

فیہ خلاف - اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں نسابین نے اختلاف کیا ہے۔

فی عقبہ خلاف - وہ نسب جس کی اولاد کے بارے میں قبائل نے اختلاف کیا ہو۔

مجھول النسب - وہ قبیلے جس کا نسب معلوم نہ ہو۔

درج - جس کی اولاد آگے نہ ہوئی ہو یا جس کی اولاد کی بچپن میں وفات ہوگئ ہو جسکی وجہ سے اسکا نسب آگے نا چلے۔

میناث - وہ شخص جس کی سوائے بیٹیوں کے کوئی اولاد نہیں ھو مطلب بیٹا نا ہو۔

مقل النسب - وہ شخص جس کی نسل بہت کم باقی رہی ہو

مکثر النسب - وہ شخص جس نسل بہت زیادہ باقی رہی ہو۔

معقب النسب ۔ جس کی اولاد بالکل صحیح ہو یعنی ہر طرح کے ثبوت سے نسابوں کے نزدیک ثابت ہو اور جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو۔

مذیل النسب – وہ شخص جس کی نسل زیادہ ہو اور مسلسل ہو۔

قعداو قعید النسب ۔ جو کم سی کم سلسلہ سے اپنے جد سے جاملتا ہو اور ایک دوسرے سے خاندانی رشتہ داری میں قریب بھی ہو۔

الحفید النسب – بیٹے کا بیٹا ،بیٹے اور بیٹی دونوں کی نسل کے لئے آتا ہے۔

یتعاطی مذھب الاحداث – اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے کوئی فحش یا مذہب کے خلاف کوئی کام سرانجام دیا ہو۔

ساقط النسب ۔ جس سے کوئی قبیح عمل ہوا ہو اس کے آگے لکھتے ہیں۔

متمتع النسب - جس نے کنوارای زندگی گزاری ہو اور شادی نہ کی ہو۔

مبسوط النسب - نسب لکھنے کے طرز میں ایک ایسا طرز جس میں پہلے جداعلی کا نام ہو اس کے بعد اولادوں کے نام آئیں -

ناقلۃ - وہ شخص جو منتقل ہوا یا ہجرت کی یعنی فلاں شہر سے فلاں شہر منتقل ہوا ہو تو اس کے آگے لکھتے ہیں تاکہ اس کے اصل وطن کا پتہ بتایا جاسکے۔

واللہ اعلم !!

باحث و بااجازت صاحبزادہ محمد وسیم علوی

علم الانساب میں نسابہ (ماہر انساب) کی خصوصیات اور علم الانساب میں قواعد و ضوابط کی شرح

تحریر و تحقیق

اسامہ علی عباسی

علم الانساب (نسب کا علم) جسے عموما برصغیر پاک و ہند میں شجرہ جات کا علم کہا جاتا ہے یہ کسی بھی قوم قبیلے کے شجرہ جات، تاریخ اور انساب کی معلومات ہوتی ہیں جنکی بنیاد قلمی نسخہ جات، شہادات، کتابی روایات، زبانی روایات عقلی دلائل اور نفسیاتی عوامل پر ہوتی ہے۔ علم الانساب حقیقتا عربی النسل علم ہے جو کہ غیر عرب اقوام میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ علم الانساب میں اولاد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو تمام اقوام عالم اور اولاد

آدم پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ قبل از بعثت نبوی بھی عربوں میں علم الانساب کو باقاعدہ پڑھایا اور سکھایا جاتا رہا جسکی وجہ سے عربوں کے نسب نامہ و تاریخی روایات محفوظ و مامون ہوتی رہی اور موجودہ دور تک بغیر کسی تردد و رکاوٹ کے پہنچے۔ عرب میں علم الانساب میں فارغ التحصیل شخص کو نسابہ یا ماہر نسب جبکہ شجرہ نسب لکھنے والے کو مشجر کہا جاتا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں مشجر کو ہی ماہر نسب یا نسابہ کہہ دیا جاتا ہے جبکہ حقیقتا ماہر نسب یا نسابہ وہ شخص ہے جو علم الانساب کے تمام اصول و ضوابط سے باخبر، اعلی تعلیم یافتہ اور انساب کی پیچیدگیوں کو حل کرنے والا، دلیل سے انساب کے اصولوں پر چلنے والا ہو جسکے لیے زمانہ قدیم میں بھی عرب نسابہ کے ہاں کچھ اصول و ضوابط طے کیے گئے جنکو علم الانساب کے قوانین کہا جاتا ہے۔

زیل میں عرب نسابہ یا ماہر انساب کے طہ کردہ علم الانساب کے اصول اور قوانین کو بیان کیا جارہا ہے جس میں نسابہ کے اوصاف، قوانین اور اصول و ضوابط کو بیان کیا گیا ہے۔

1۔ ماہر نسب کو علم و حلم کا پیکر ہونا چاہیے، جو کہ صاحب علم ہونے کیساتھ کیساتھ صاحب صبر و تحمل اور برداشت ہو۔ عوام الناس میں صادق (سچا) مشہور ہو اور بہتان بازی و من جملہ اعمال خبیثہ سے دور ہو۔

2۔ عدل اور انصاف کرنے والا ہو اور اپنے قول کا سچا ہو۔ معتدل مزاج ہو۔ اپنے حلیف و حریف کی بات کو قبول کرنے والا ہو۔ کذب بیانی، جھوٹ، بہتان بازی سے دور ہو۔

3۔ بہادر اور شجاعت مند ہو اور حق بات کہنے میں کسی کا خوف نا رکھتا ہو۔ ماہر نسب کے لیے شجاعت اور بے باکی انتہائی ضروری ہے تاکہ علم الانساب میں بغیر کسی خوف اور جھجک کے کسی کے سامنے دلیل کیساتھ اپنا مؤقف پیش کرسکے۔

4۔ قدیم مطبوعات اور شجرہ جات کی تحریف و تالیف میں امانت داری اور دیانت داری سے کام لے۔ عرب نسابین، عموما قدیمی مکتوبات علم الانساب العرب کو تحریف کرکہ اس میں تحقیق کے پہلو سے مزید بہتری کرکہ اسکی نئی تالیفات کرتے ہیں، باین وجہ ماہر نسب کو امانت و دیانت کا پیکر ہونا چاہیے۔

5۔ ماہر نسب کو صاحب جمال و صاحب کمال ہونا چاہیے حتی کہ کسی بادشاہ یا سلطان کے سامنے بھی بلاخوف و تردد یا اس سے مرعوب ہوئے بغیر نسب میں صحیح صحیح بات لکھے اور پہنچائے.

6۔ علم الانساب میں کسی شخص یا گروہ کی ذاتی رائے پر اپنے مؤقف میں نرمی نا کرنے والا ہو بلکہ مکمل تحقیق و جانچ پڑتال کے بعد بات کو تسلیم کرنے والا ہو۔

7۔ علم الانساب کیساتھ صاحب شریعت ہو اور شریعت میں طہ کردہ قوانین و اصول و ضوابط سے باخبر ہو۔ اس سے مراد نسابہ عوام الناس میں متقی اور اوصاف پسندیدہ کا حامل شخص ہو۔

8۔ علم الانساب میں کسی ایک قدیمی مخطوطہ پر فیصلہ کرنے والا نا ہو بلکہ تمام مخطوطات کو نظرثانی کرکہ ایک معتدل و بہترین رستہ نکالنے والا ہو۔

9۔ علم الانساب کی بنیادی کتب انساب و شجرہ جات میں فارغ التحصیل ہو اور تاریخی روایات و حالات و واقعات سے مکمل باخبر ہو۔ ماہر نسب کا اک وصف یہ ہونا لازمی ہے کہ انساب میں کسی فرد کی اولاد کے نام معلوم ہونے کیساتھ کیساتھ اسکے حالات زندگی اور مقامات زندگی سے باخبر ہو۔

10۔ علم الانساب میں ہمیشہ مستند و معتبر کتب کے حوالہ جات کو قبول کرنے والا ہو۔ متنازعہ مکتوبات یا غیر قبیلہ کی تحقیقات سے اجتناب کرنے والا ہو مطلب بلا تحقیق انکے مؤقف کو قبول کرنے والا نا ہو۔

11۔ آنحضرت نبی اکرم کے آباؤ اجداد کی سیرت و انساب کا علم رکھنے والا ہو اور قدیم عرب انساب کی سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو۔ قبل از اسلام تاریخ عرب اور بعد از اسلام تاریخ اسلام کے حالات و واقعات سے باخبر ہو۔

12۔ علم الانساب میں روایوں کے حالات واقعات، سند روایات، تاریخی واقعات، پرانے مشجر یا نسابہ کے حالات و واقعات سے باخبر رہنے والا ہو۔

السلسلۃ الصحیہ فی النسب المطہر النبویہ

نسب مطہر کیا ہے؟ سلسلہ نسب آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت

تحریر و تحقیق

اسامہ علی عباسی

یہ سوال اکثر احباب پوچھتے ہیں کہ کیا دین اسلام میں نسب کی اہمیت و افادیت کا سلسلہ مرکوز ہے؟ اس سلسلے میں علم الانساب میں دو نظریات اپنا وجود رکھتے ہیں، ایک نظریہ وہ ہے جو سلسلہ نسب سے انکاری ہے اور دوسرے وہ جو سلسلہ نسب میں غالی ہیں جبکہ مندرجہ بالا دونوں نظریات باطل ہیں۔ دین اسلام میں سلسلہ نسب کی اہمیت و افادیت ضرور موجود ہے مگر اسکا معیار برتری و تفاخر پر نہیں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ

"ہم نے تمہیں قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان حاصل کرو"۔

گویا اللہ رب العزت کے نزدیک نسب کی ایک خاص حیثیت موجود ہے تبھی اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے تمہیں قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کی پہچان حاصل کرو، گویا انسان کی پہچان میں ایک جز اسکے حسب و نسب کا ضرور موجود رہتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ "شرافت نسب، اللہ پاک کیطرف سے ایک نعمت ہے".
دوسری جانب وہیں ارشاد نبوی ہے کہ

"لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) بھی ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"، خبردار! کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ حاضرین نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: "حاضر لوگ یہ باتیں غائب لوگوں تک پہنچا دیں۔"

مفہوم حدیث نبوی ہے کہ

''میں اولاد آدم کا سردار ہوّں اور تم میں سب سے بہترین نسب والا ہوں جبکہ مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ہے''.

سرور کائنات جنکا سلسلہ نسب اس کائنات میں سب سے اعلی و ارفع، سب سے بلند و بالا، پاکیزہ اور معطر ہے انھوں نے اپنے سلسلہ نسب پر باجود عالی و معطر ہونے کے تفاخر نہیں فرمایا البتہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نسب سیکھنے کی تعلیم ضرور ارشاد فرمائی ہے، ترمزی شریف میں مفہوم حدیث ہے کہ

''تم اپنے نسب کا علم ضرور حاصل کرو تاکہ ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرو''.

گویا علم الانساب سیکھنے کا بنیادی مقصد آپس میں رشتوں کی پہچان اور ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرنا ہے اسی پس منظر میں علم الانساب سیکھنے کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے۔ نبی اکرم کا ارشاد مبارک ہے کہ

"ابوبکر رض، قریش کے نسب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں اور میرا بھی نسب قریش ہی میں ہے".

[صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، باب فضائل حسان بن ثابت، حدیث رقم 4672]

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا تعلق عرب کے قبیلے قریش کے ممتاز خاندان بنو ہاشم سے تھا اور نسب کے لحاظ سے آپ ہاشمی قریشی ہیں۔ کرہ ارض پر نسب کے اعتبار سے سب سے افضل و عالی نسب خاندان بنو ہاشم ہیں جن کی سیادت و شرافت نسبی پر کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا کہ "میں نے مشرق سے لیکر مغرب تک تمام زمین کو چھان ڈالا مگر بنی ہاشم سے افضل اور بہتر کسی کو نا پایا". اس حدیث کو امام طبرانی اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ فتح الباری میں حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر صحت کی علامات اور آثار بالکل نمایاں اور ظاہر ہیں۔

صحیح مسلم میں واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالی نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی

کنانہ کو منتخب فرمایا اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو منتخب اور برگزیدہ فرمایا''.

نبی اکرم کو حاشا اس بیان سے کسی قسم کا تفاخر مقصود نہیں بلکہ حقیقت حال کو واضح کرنا ہے کہ تاکہ لوگ انکی منزلت و مرتبہ سے واقف ہوں اور حق تعالی کی ایک نعمت کی تحدیث اور اسکا اظہار مطلوب ہے۔ تفاخر سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اپنی بڑائی ہو اور دوسروں کی برائی ہو، اپنی تعظیم اور دوسرے کی تذلیل اظہار حقیقت کا نام تفاخر نہیں ۔ حدیث نبوی ہے کہ

''أنا سید ولد آدم ولا فخر''.

''میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا''.

[سنن ابن ماجہ جلد دوم، صفحہ 144، حدیث نمبر 4308، باب زکر الشفاعہ]

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اس آیت کو یعنی ''لقد جاءکم رسول من انفسکم بفتح الفاء'' پڑھا جسکے معانی یہ ہیں کہ بے شک آئے

تمہارے پاس اللہ کے رسول تمہارے اشرف اور افضل اور سب سے زیادہ نفیس خاندان سے۔ اس آیت کی تلاوت کیبعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ "میں بااعتبار حسب و نسب کے تم سب سے افضل اور بہتر ہوں۔ میرے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک کہیں زناء نہیں، سب نکاح ہے". اس حدیث کو ابن مردویہ نے روایت کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رض اور زہری بھی "من انفسکم فتح الفاء" پڑھا کرتے تھے اور "من افضلکم و اشرفکم" کے ساتھ اسکی تفسیر فرمایا کرتے تھے کہ جسکی طرف مندرجہ بالا ترجمہ میں اشارہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی اکرم کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ تک جس قدر آباؤ اجداد اور امہات و جدات سلسلہ نسب میں واقع ہیں، وہ سب کے سب محصنین و محصنات یعنی پاکدامن اور عفیف تھے۔ اسکے علاوہ آنحضرت کے سلسلہ نسب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آپکے والد ماجد السید عبداللہ بن السید عبدالمطلب علیہ السلام تک سب اشخاص پاکدامن، صاحب زی شان و عالی کردار اور مومن مواحد گزرے ہیں اور آپکا نور مبارک ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل ہوتا رہا، یہی شان مبارکہ آپکے نسب مطہر کو تمام سلاسل انساب سے ممتاز و منفرد کرتی ہے۔

عباد مخلصین کہ جنکو حق تعالی شانہ نے اپنی نبوت و رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہو انکا نسب ایسا ہی معطر اور پاک ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت انکو ہمیشہ اصلاب طیبین سے ارحام طاہرات کیطرف پاک و صاف منتقل فرماتا رہا، حق تعالی شانہ آنخضرت کو اپنا مصطفی و مجتبی بنایا تو انکے نسب کو بھی مہذب اور مصفی بنایا۔

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب جو عالم کے تمام سلاسل انساب سے اعلی اور برتر اور سب سے افضل و بہتر ہے وہ سلسلہ الذہب و شجرۃ النسب یہ ہے :

"سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ابن السید عبداللہ بن السید عبدالمطلب بن السید ھاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان من نسل السیدنا اسماعیل زبیح اللہ بن السیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہم السلام".

[امام بخاری رح نے اپنی جامع صحیح بخاری میں نسب شریف کے سلسلہ کو فقط حضرت عدنان تک زکر فرمایا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس رض سے مروی ہے کہ نبی اکرم جب نسب شریف کو بیان فرماتے تو عدنان سے تجاوز نا فرماتے۔]

سادات العرب، سادات بنی ہاشم سے مراد کون ہیں؟

الموسوم بہ السلام علی اولاد السیدنا عبدالمطلب، جد رسول اللہ

تحریر و تحقیق

از اسامہ علی عباسی

التاریخ الاسلامیہ و الانساب

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے پردادا جان حضرت السید ہاشم علیہ السلام، عرب کے معزز قبیلہ قریش کے خاندان بنی ہاشم کے جدامجد اور مورث اعلی ہیں۔
حضرت السید ہاشم علیہ السلام سے قبیلہ بنو ہاشم موسوم ہے، آپکے کل 4 بیٹے ہوئے جن میں سے آپکی نسل صرف آپکے فرزند حضرت السید عبدالمطلب علیہ السلام سے چلی

ہے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان ہیں، لهذا اسی بناء پر عرب مؤرخین و علماء کرام کا یہ قول مشہور ہے کہ

"ليس في الارض هاشمي الا من عبد المطلب عليه السلام".

"روئے زمین پر "ہاشمی" فقط اولاد عبدالمطلب علیہ السلام ہے جن کی سیادت نسبی و شرافت کی بناء پر ان پر صدقہ واجبہ و زکوۃ حرام ہے".

حضور اکرم کے دادا جان حضرت السید عبدالمطلب علیہ السلام کے کل گیارہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھی۔ حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کے بیٹے حضرت عبداللہ علیہ السلام کے فرزند ارجمند نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ہوئے اور حضرت فاطمہ الزہرا رض کی نسبت آپکی اولاد و نسل چلی جسکو حضرت علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی فاطمی اولاد کہا جاتا ہے، جنکو عرف عام میں "سادات کرام" کہا جاتا ہے اور یہ تمام قبائل بنی ہاشم میں نسب کے لحاظ سے سب سے اعلی و افضل ہیں۔

حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی نسل بھی صرف انکے تین بیٹوں سے چلی ہے جنکی اولاد ہاشمی ہے اور سادات بنی ہاشم ہے۔

1_ *حضرت حارث ابن عبدالمطلب*

2_ *حضرت عباس ابن عبدالمطلب*

3_ *حضرت ابو طالب ابن عبدالمطلب*

حضرت ابو طالب کے 3 بیٹوں کی اولاد :

حضرت علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب (فاطمی اولاد اور غیر فاطمی اولاد اعوان و علوی)

حضرت جعفر ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب

حضرت عقیل ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب

ان تین بیٹوں سے اولاد حضرت ابو طالب ابن عبدالمطلب چلی اور یہ تین خاندان ہاشمی ہیں۔

حضرت عباس ابن عبدالمطلب، قبیلہ بنو عباس (عباسی خاندان) کے جدامجد و مورث اعلی ہیں، اور انکی اولاد بھی ہاشمی اور سادات بنی ہاشم ہے۔

حضرت حارث ابن عبدالمطلب کی اولاد بھی چلی اور یہ خاندان بھی ہاشمی ہیں۔

مختصرا

بنی ہاشم سے مراد حضرت عبدالمطلب علیہ السلام کی اولاد ہے اور بنی ہاشم کے کل پانچ خاندان ہیں،

آل علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب

(سادات فاطمیہ الہاشمیہ)

(سادات العلویۃ الہاشمیہ)

آل عباس ابن عبدالمطلب

(سادات العباسیہ الہاشمیہ)

آل جعفر ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب

(سادات الجعفریہ الہاشمیہ)

آل عقیل ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب

(سادات العقیلیہ الہاشمیہ)

آل حارث ابن عبدالمطلب

(سادات الحارثیہ الہاشمیہ)

کیا علوی ، ہاشمی ، عباسی ، جعفری، عقیلی، حارثی بھی سادات میں شامل ہیں؟

سادات العرب کون؟

دور اول میں لفظ "السید" کا لفظ تمام بنو ہاشم یعنی اولاد عبدالمطلب علیہ السلام کے لئے استعمال ہوا کرتا تھا چاہے وہ علوی ہوں یا عباسی، جعفری ہوں یا عقیلی، اس میں اولادِ فاطمی کی تخصیص نہیں ہوتی تھی، عرب کے بعض شہروں میں اسے علوی اولاد اور بعض میں عباسی اولاد کے لئے بھی السید یا الشریف کے القابات کا استعمال کیا گیا جسکے معانی معزز و سردار کے ہیں لیکن بعد کے زمانے میں یہ لفظ سیدنا امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنھما کی اولاد کے لئے مختص ہوگیا جو کہ سادات فاطمیہ الھاشمیہ ہیں اور اب موجودہ دور میں لفظ "سید" کا اطلاق نبئ رحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے انہی دو مبارک نواسوں اور ان سے جاری تمام اولاد پر کیاجاتا ہے۔ انہیں فاطمی اولاد بھی کہتے ہیں۔

"السیّد" عربی زبان کالفظ ہے جوکہ لغۃً متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ لسان العرب میں ہے :

والسید یطلق علی الرب والمالک والشریف والفاضل والکریم والحلیم ومحتمل أذ قومہ والزوج والرئیس والمقدم، وأصلہ من ساد یسود فھو سیود۔

ترجمہ : یعنی لفظ سید کا اطلاق ،مالک ،شرافت دار، علم والے، عزت والے، بردبار ، اپنی قوم سے تکلیف کو دور کرنے والے ، قوم کے سردار اور پیشوا پر ہوتا ہے۔

(لسان العرب ۔ جلد نمبر 03 ۔ صفحہ 228 ۔ دار صاد ۔ بیروت لبنان)

امام جلال الدین سیوطی رح، اپنے رسالہ العجاجۃ الزرنبیۃ فی السلالۃ الزینبیہ میں لکھتے ہیں :

"إن اسم الشریف کان یطلق فی الصدر الأول علی کل من کان من أہل البیت سواء کان حسنیا أم حسینیا أم علویا، من ذریۃ محمد بن الحنفیۃ من أولاد علی بن أبی طالب، أم جعفریا أم عقیلیا أم عباسیا۔ فلما ولی الخلفاء الفاطمیون بمصر قصروا اسم الشریف علی ذریۃ الحسن والحسین فقط، فاستمر ذلک بمصر إلی الآن"۔

ترجمہ : یعنی بے شک سیّد کا اطلاق قرونِ اولی میں ہر اُس شخص پر ہوتا تھا جو اہلِ بیت کرام سے ہو، چاہے وہ حسنی ہو ، حسینی ہو ،یا علوی ہو یا محمد بن حنفیہ کی اولاد اور دیگر اولادِ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، یا جعفری ہو یا عقیلی ہو یا عباسی ہو۔ جب مصر میں شیعہ خلفاءِ فاطمیین کو حکومت ملی تو انہوں نے سیّد کا لفظ فقط امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد کے لئے مختص کردیا تو یہ تخصیص اس دور سے اب تک قائم ہے ۔

(الحاوی للفتاوی للسیوطی۔ جلد نمبر 02 ۔ صفحہ39 ۔ دارالفکر ۔ بیروت لبنان)

امام شمس الدین سخاوی رح فرماتے ہیں کہ عمر بن احمد بن یوسف العباسی الحلبی الحنفی، سید نشابی کے نام سے معروف ہیں ان علاقوں کی اصطلاح کے مطابق لفظ سید کے اطلاق میں اولادِ فاطمی کی تخصیص نہیں کرتے بلکہ بنی عباس (عباسی) بلکہ تمام بنی ہاشم پر سید کا اطلاق کرتے ہیں۔

(الضوء اللامع لأہل القرن التاسع ۔ جلد نمبر 06 ۔ صفحہ 73 ۔ منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ – بیروت)۔

امام ابن حجر عسقلانی رح فرماتے ہیں کہ :

"الشریف ہُوَ سُلَیْمَان بن یزِید الأزْدِيّ ولقب بِهِ كل عباسي بِبَغْدَاد وَكَذَلِكَ كل علوي بِمصْر."

ترجمہ :

سلیمان بن یزید الازدی، سید ہیں اور بغداد میں ہر عباسی کا لقب سید ہے اور اسی طرح مصر میں ہر علوی کا۔

(نزہۃ الألباب في الألقاب ۔ جلد 01 ۔ صفحہ 399 ۔ مکتبۃ الرشد - الریاض)

فتاوی اہلسنت میں ہے : حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی جو اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہیں (اولاد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) کی اولاد کو سید کہا جاتا ہے، ہر سید ہاشمی ضرور ہے مگر ہر ہاشمی سید ہو یہ ضروری نہیں۔

(فتاوی اہلسنت ۔ کتاب الزکوۃ ۔ صفحہ 425 ۔ مکتبۃ المدینۃ ۔ کراچی)

بنو ہاشم (جن پر زکوٰۃ حرام کی گئی ہے) سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد (خواہ وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوں یا دوسری ازواج کے بطن سے غیر فاطمی اولاد)، حضرت عباس بن عبد المطلب (عباسی)، جعفر بن ابی طالب (جعفری)، عقیل بن ابی طالب (عقیلی) اور حارث بن عبد المطلب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولاد ہیں، ان کے علاوہ بنو ہاشم کے دیگر ذیلی قبائل، جیسے ابو لہب کی اولاد وغیرہ ان میں سے جو مسلمان ہوگئے تھے ان پر زکوٰۃ حرام نہیں ہے۔ پس صورتِ مسئولہ میں نہ تمام بنو ہاشم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے اور نہ ہی تمام کے لیے لینا حلال ہے، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد خواہ حسنی ہوں یا حسینی، علوی، یا اعوان، ان سب کے لیے زکوٰۃ لینا حرام ہے، اسی طرح سے ہر عباسی، جعفری، آل

عقیل (جو عقیلی کہلاتے ہیں) اور آل حارث (جو حارثی کہلاتے ہیں) کے لیے زکوٰۃ و صدقہ واجبہ لینا حرام ہے"۔

بنی ہاشم میں سے حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عباس، حضرت عقیل اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد سب ''سادات'' ہیں۔ ان سب کے نام کے ساتھ ''سید'' لگانا جائز ہے، لیکن عرف عام میں ''سید'' کی اصطلاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس اولاد کے لیے مشہور ہوچکی ہے جو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہیں، لہذا دیگر کے لیے اپنے نام کے ساتھ ''سید'' لگانا مناسب نہیں ہے، خصوصاً جہاں اشتباہ ہو، کیوں کہ یہ ان کی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی نسبت کی علامت ہے، لہذا صرف حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی نسل سے آنے والے گھرانوں کو اپنے نام کیساتھ ''سید'' لکھنا اور کہنا چاہیے۔

علم الانساب (نسب کے علم) میں ڈی این اے کی* حیثیت*

DNA / ڈی این اے

کے دو موجد ہیں

ڈی این اے ,دنیا کے دو مختلف حصوں میں پیدا ہونے والے دو سائنس دانوں کی مشترکہ کاوش پر مبنی تھا جن میں سے ایک کا نام جیمز ڈی واٹسن اور دوسرے کا نام ڈاکٹر فرانسیس کرک تھا۔ نوبل پرائز کمیٹی نے 1962ء میں دونوں سائنس دانوں کو ڈی این اے ڈسکوری کی بنیاد پر نوبل انعام دیا جو کہ دنیا کا سب سے بڑا ایوارڈ ہے۔

فرانسیس کرک 1916ء میں برطانیہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ہل مل سکول سے حاصل کی، یہ غریب والدین کی اولاد تھے چنانچہ یہ بھی سرکاری سکولوں میں سرکاری امداد پر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ڈاکٹر کرک نے 21 سال کی عمر میں یونیورسٹی کالج لندن

سے فزکس میں ڈگری لی، پی ایچ ڈی کی اور مالیکیولر بائیالوجی میں کام شروع کر دیا۔ یہ بائیو فزکس اور نیورو سائنس میں بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہ بھی ڈاکٹر واٹسن کی طرح انسانی خلیات پر کام کرنا چاہتے تھے لیکن دوسری جنگ عظیم شروع ہوگئی تو ڈاکٹر کرک کا کام بند ہوگیا مگر وہ ضدی انسان تھے چنانچہ جنگ عظیم دوم کے دوران بھی مختلف فیلو شپس پر کام کرتے رہے۔ وہ ایک ایک انچ آگے سرکتے رہے۔ جنگ ختم ہوئی تو ڈاکٹر کرک بھی کیمبرج یونیورسٹی پہنچ گئے اور وہ بھی لیبارٹری میں کام کرنے لگے اور کیمبرج میں سائنس دانوں نے کرسٹل لوگرافک سسٹم ایجاد کیا۔ یہ لوگ ایکس رے کی مدد سے کرسٹل لوگرافی کرتے تھے اور مختلف اشیاء کے مالیکیولز کا تجزیہ کرتے تھے۔ یہ لوگ کرسٹل لوگرافی کے ذریعے انسانی خلیے کے نیوکلیس کے اندر گھس گئے، انھوں نے ایکس رے کی مدد سے نیوکلیس کی تصویر بھی بنائی اور جب تصویر کا سائز بڑا کیا گیا تو یہ لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ قدرت نے نیوکلیس کے اندر اربوں کی تعداد میں الجھے ہوئے دھاگے بنا رکھے ہیں، یہ دھاگے معلومات کی "چپ" ہیں، دھاگوں پر ریسرچ ہوئی تو سائنس دانوں نے اسے "ڈی آکسی رائبو نیوکلیک ایسڈ "کا نام دے دیا جو کہ "ڈی این اے "کا مخفف ہے۔

،ڈی این اے ایک مشکل اور نہ سمجھ آنے والا مادہ ہے، یہ وراثتی معلومات کا بینک تھا انسان کیا ہے؟ اس کی جنس کیا ہے؟ اس کے بالوں اورآنکھوں کا رنگ کیا ہوگا؟ اس کا وزن، جسامت اور سوچ کیا ہوگی؟ یہ کس عمر میں کون کون سی بیماری کا شکار ہوگا اور یہ کون کون سی وراثتی بیماریاں لیکرپیدا ہوگا؟ قدرت یہ تمام معلومات ڈی این اے میں درج کر دیتی ہے۔ انسان 50 فیصد ڈی این اے والد اور 50 فیصد والدہ سے لیتا ہے۔ یہ الجھے ہوئے لچھے دار دھاگوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور ہم اگر اسے عام زبان میں سمجھنا چاہیں تو ہم دو سپرنگ لیں اور ان دونوں کو ایک دوسرے میں پھنسا دیں تو دو سپرنگ مل کر جو فارمیشن بنائیں گے وہ ڈی این اے کی شکل ہوگی۔ سائنس دانوں کو ڈی این اے مل گیا تھا لیکن ڈی این اے کے اندر کیا ہے !یہ لوگ نہیں جانتے تھے چنانچہ یہ لوگ اس تحقیق میں لگ گئے، سائنس دان آتے رہےاور کام کرتے رہے اور تھک تھک کر جاتے رہے۔ آخر میں صرف دو لوگ رہ گئے جن میں جیمز ڈی واٹسن اور فرانسیس کرک تھے، یہ دونوں مسلسل کام کرتے رہےاور کیمبرج کے سینکڑوں سائنس دان دیکھ رہے تھے آخر میں کون کامیاب ہوتا ہے؟

ڈاکٹر جیمز واٹسن روزانہ گولیوں اور تنکوں کی مدد سے ڈی این اے کے ماڈل بناتے تھے اور قدرت کے اس شاہکار کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے لیکن معمہ حل ہونے پر

نہیں آتا تھا جبکہ ڈاکٹر فرانسیس کرک یہ کام ڈرائنگ بورڈ پر رنگین پنسلوں کے ذریعے کرتے تھے لیکن وہ بھی ادراک کی حدود سے سینکڑوں میل دور بیٹھے تھے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ دونوں سائنس دان 1953ء میں ملے اور دونوں نے مل کر کام کرنے کا فیصلہ کیا، یہ دونوں اکٹھے ہوگئے اور دونوں نے ایک دوسرے سے معلومات کا تبادلہ کیا اور یوں یہ ڈی این اے کو سمجھنے میں کامیاب ہوگئے۔ پتہ چلا دنیا کے ہر انسان کے ڈی این اے مختلف ہوتے ہیں، ایک انسان کا ڈی این اے دوسرے سے نہیں ملتا لیکن ایک انسان کے جسم میں موجود تمام سیلوں کا ڈی این اے ایک ہی ہوتا ہے، ڈی این اے ایک پرنٹ، ایک ڈیزائن ہوتا ہے۔ یہ پرنٹ اور یہ ڈیزائن ایک کپڑے پر ایک اور دوسرے پر دوسرا ہوتا ہے۔ دنیا میں آج تک جتنے انسان پیدا ہوئے، جتنے ہو رہے ہیں اور جتنے ہوں گے ان کا ڈی این اے ڈیزائن ایک دوسرے سے مختلف تھا، مختلف ہے اور مختلف ہوگا اور یہ وہ انفرادیت ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ

."میں نے ہر انسان کو دوسرے انسان سے مختلف بنایا"

قدرت انسان سے متعلق تمام ڈیٹا ڈی این اے میں سٹور کر دیتی ہے، آپ لاکھوں سال پرانے انسان کا کوئی بال لیں، ڈی این اے الگ کریں اور یہ اس انسان سے متعلق تمام معلومات اگل دے گا۔ یہ اس کی موت کی وجہ اور وقت بھی بتا دے گا۔ ڈاکٹر واٹسن اور ڈاکٹرکرک نے کیمبرج کی کیونڈش لیبارٹری میں 1953ء میں اپنا کام مکمل کیا اور اپنا تھیسس جمع کرایا اور الگ الگ ہو گئے۔

ڈاکٹر واٹسن امریکا واپس آ گئے، امریکی حکومت نے انھیں نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ واشنگٹن کی ذمہ داری سونپ دی۔ یہ انسٹی ٹیوٹ میں انسانی جینز پر کام کرتے رہےاور یہ 1956ء میں ہارورڈ یونیورسٹی کے بائیالوجی ڈیپارٹمنٹ سے بھی وابستہ ہو گئے۔ یہ ترقی کرتے کرتے پروفیسر بن گئے اور یہ وہاں آر این اے پر کام کرتے رہے۔ آر این اے ایک ایسا سسٹم ہے جس کے ذریعے ایک نسل اپنی عادتیں اور علامتیں اگلی نسل کو منتقل کرتی ہے جبکہ ڈاکٹر کرک برطانیہ میں مالیکیولر بائیالوجی میں مزید کام کرنے لگے۔ یہ 2004ء میں 88 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ نوبل پرائز کمیٹی نے 1962ء میں دونوں سائنس دانوں کو ڈی این اے ڈسکوری کی بنیاد پر نوبل انعام دیا اور یہ ایوارڈ مشترکہ تھا اور یوں دنیا میں ڈی این اے ٹیسٹ کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

ڈی این اے ٹیسٹ کیا ہوتا ہے؟

ڈی این اے اور جینز تھراپی دنیا کی جدید ترین سائنس ہیں، یہ مستقبل میں انسان کو سمجھنے اور انسان کی مدد کرنے میں اہم کردار ادا کریں گی لیکن ڈی این اے سردست ولدیت اور مجرم کی شناخت کا ناقابل تردید عمل ہے۔ ڈی این اے کرنے والے لوگ کسی بھی شخص کے بال، ہڈی،گوشت اور خون کا نمونہ لیتے ہیں۔ اس میں سے کوئی خلیہ نکالتے ہیں اور خلیے سے ڈی این اے الگ کرتے ہیں اور پولی مریز چین ری ایکشن کے ذریعے اس ڈی این اے کی لاکھوں کاپیاں بنا لیتے ہیں۔ یہ کاپیاں فنگر پرنٹ ہوتی ہیں اور یہ اس کے بعد ان کاپیوں کا تقابل مشکوک ڈی این اے کی کاپیوں سے کرتے ہیں اور یوں سیکنڈز میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔

اصل سوال یہ ہے کہ علم الانساب میں ڈی این اے ٹیسٹ کی حیثیت کیا موجود ہے؟ کیا اسکے زریعے کسی قوم اور قبیلے کا بایو ڈیٹا اور تعلق معلوم کیا جاسکتا ہے؟ میرا ذاتی نقطہ نظر یہ ہے کہ

ڈی این اے، والد اور والدہ دونوں کیطرف سے مرکب کردہ اور حاصل کردہ چیز ہے۔"
اگر باپ عربی النسل اور ماں عجمی النسل ہو تو یہ مخلوط ڈی این اے بنائیں گے یا وہ
ڈی این اے سپرم غالب رہے گا جو زیادہ طاقتور اور قوی ہوگا۔ ڈی این اے ٹیسٹ کی
دین اسلام اور علم الانساب میں کوئی شرعا حیثیت نہیں ہے کیونکہ یہ زمانہ حال پر موجود
مبنی معلومات کا نتیجہ فراہم کرتا ہے ! ماضی میں بنے تعلق سے موجودہ دور کا تقابلہ کرنا
اور ڈی این اے میچ کرنے کو شاید بے وقوفی کہا جائے تو بجا ہوگا کیونکہ ہر دور میں نسل
انسانی اپنی ہیبت اور شخصیت اور رشتہ ازدواج میں تبدیلی اور ماحولیاتی عناصر کی وجہ سے
تبدیلی کے سفر پر گامزن ہوتی ہے۔ ایک شخص نے عربی النسل عورت سے شادی کی
اور اسکے بیٹے نے کسی عجمی النسل سے شادی کی اور پھر اسکے بیٹے نے کسی ترک
عورت سے شادی کی اور نسل پروان چڑھی تو اس میں ڈی این اے اولاد میں مختلف
مخلوطات کی جمع ہوگا جس سے آپ پچھلے شخص کی نشاندہی بھلا کیسے کرسکتے ہیں؟ ڈی
این اے بلاشبہ ایک بڑی کامیابی ہے مگر وہ صرف زمانہ حال کے لیے ہے، زمانہ قدیم
اور زمانہ مستقبل کے لیے نہیں ہوسکتی۔ جن سائنسدانوں کو ان کی تحقیق پر 1962ء
میں انعام کا حقدار ٹھہرایا گیا اگر مزکورہ سائنسدانوں نے زمانہ قدیم کے انسان کا ذکر
کہیں نہیں کیا اور کوئی ذکر کیا بھی تو مستقبل کا ذکر کیا ھے اور نہ ھی کہا کہ انہوں نے
زمانہ قدیم کے انسانوں کی ھڈیوں سے سمپل لیا۔ یہاں میں یہ کہنا چاھوں گا کہ دنیا کے
کسی میوزیم میں فرعون کا جسمانی ڈھانچہ محفوظ ہے، اگر اس کی ھڈیوں کے سمپل لے

کر سائی نسدان تحقیق کریں اور بتائیں کہ اس سمپل کے باشندے اور اقوام موجودہ دور میں کس براعظم میں بستے ھیں اور کون ہیں تو پھر ڈی این اے کی شرح علم الانساب میں لوگو ہو سکتی ہے جو کہ فل الوقت غیر دریافت شدہ اور ناممکن ہے، لہذا علم الانساب میں ڈی این اے کی کوئی شرعا اور اصولا حیثیت مرکوز نہیں ہوتی۔

تاریخ خاندان عباسیہ

مری، ہزارہ و کشمیر

سیرت حضرت سیدنا عبیداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب رضي اللہ* *تعالی عنہ

سید الاسخیاء السیدنا عبیداللہ الجواد

از اسامہ علی عباسی

مؤرخ الاسلامیہ و علم الانساب

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چچا جان سیدنا عباس ابن عبدالمطلب رض کے لاڈلے فرزند السیدنا عبیداللہ الجواد رضی اللہ تعالی عنہ -آپ کا نام مبارک 'عبیداللہ'(اللہ کا خادم)تھا۔ آپکا لقب الجواد ہے۔ آپکی پیدائش قریبا 622 عیسوی میں غزوہ بدر سے چند عرصہ قبل ہوئی۔ آپ عمر میں اپنے بھائی حبر الامہ سیدنا عبداللہ ابن عباس رض، سے چند سال چھوٹے تھے۔ آپ کے والد کا نام عباس ابن عبدالمطلب رض تھا جبکہ آپ کی والدہ کا نام ام فضل لبابہ بنت حارث تھا جو کہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبری علیہ السلام کے بعد اسلام لانے والی دوسری خاتون تھی۔ آپ کی والدہ اُم الفضل اور ام المومنین سیدہ میمونہ بنت حارث علیہ السلام حقیقی بہنیں تھیں۔

امام حاکم رح نے اپنی مستدرک میں لکھا ہے کہ

عباس بن عبد المطلب رض کو اپنی اولاد میں سے عبیداللہ سب سے زیادہ محبوب و پیارے تھے ۔ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا حضرت عباس ابن عبدالمطلب رض کے بچوں سے بہت محبت و الفت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر نہایت ،شفقت فرماتے تھے۔ با رہا ایسا ہوا کہ آپ)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عبد اللہ بن عباس عبید اللہ ابن عباس اور کثیر بن عباس کو بلایا اور ان سے فرمایا بچو !تم میں سے جو سب سے پہلے مجھے ہاتھ لگائے گا، میں اس کو فلاں چیز دوں گا۔ تینوں بھائی دوڑ کر آپ)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی طرف جاتے۔ کوئی نبی کریم)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کو سینہ مبارک سے چمٹ جاتا، کوئی پشت مبارک پر چڑھ جاتا۔ آپ)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سب کو سینہ سے لگاتے اور خوب پیار کرتے۔ نبی کریم)صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(کے وصال 11ھ کے بعد عبیداللہ ابن عباس نے اپنے والد عباس بن عبد المطلب اور والدہ ام فضل لبابہ بنت حارث کے علم و فضل سے استفادہ کیا اور تعلیم و تربیت حاصل کی۔

عبد اللہ صفوان بن امیہ کا بیان ہے کہ میرا گزر مکہ کی ایک گلی سے ہوا تو میں نے ایک دروازے پر لوگوں کے ہجوم کو دیکھا، معلوم ہوا کہ یہ تمام لوگ سیدنا عبد اللہ بن عباس

سے تفسیر و حدیث اور فقہ حاصل کرنے کے لیے جمع ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر آگے روانہ ہوا تو میں نے ایک وسیع مکان میں لوگوں کی آمد و رفت ملاحظہ کی، معلوم ہوا کہ یہ عبیداللہ بن عباس رض کا مکان ہے جہاں غرباء و مساکین کو مفت کھانا کھلایا جاتا ہے۔ جب عبیداللہ اور آپ کے بھائی عبد اللہ بن عباس مدینہ منورہ آئے تو آپ کے بھائی آپ کے علم میں اضافہ کرتے اور آپ ان کی سخاوت میں وسعت دیتے۔

روایت ہے کہ ایک بار عبیداللہ ابن عباس رض ایک سفر میں اپنے غلام کے ساتھ ایک عرب بدو کے خیمے میں اترے۔ سیدنا عبیداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نہایت وجیہ و خوبصورت تھے۔ عرب بدو نے آپ کو دیکھ کر آپ کا اعزاز و اکرام کیا اور اس نے آپ کی شکل و صورت اور حسن و جمال دیکھ کر اپنی بیوی سے کہا، تو ہلاک ہو جائے تمہارے پاس ہمارے اس خوبرو مہمان کے لیے کیا چیز ہے؟؟؟؟

اس نے کہا ہمارے پاس صرف یہ بکری ہے، جس کے دودھ سے تمہاری بچی کی زندگی ہے، اس نے کہا اس کو ضرور ذبح کرنا ہے، اس نے کہا کیا تو اپنی بیٹی کو قتل کر دے گا؟ اس نے کہا خواہ ایسا ہی ہو، پس اس نے چھری لی اور بکری کو پکڑا اور اسے ذبح کرنے اور اس کی کھال اتارنے لگا اور وہ رجزیہ اشعار پڑھنے لگا،

اے میری پڑوسن !چھوٹی بچی کو نہ جگانا، اگر تو اسے جگائے گی، تو وہ روئے گی اور"
میرے ہاتھ سے چھری چھین لے گی"۔

پھر اس نے کھانا تیار کرکے حضرت عبید اللہ ابن عباس اور ان کے غلام کے آگے رکھ
دیا اور دونوں کو شام کا کھانا کھلا دیا۔
آپ نے عرب بدو کی ساری گفتگو سن لی تھی جو اس نے بکری کے بارے میں اپنی بیوی
سے کی تھی اور جب آپ نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے غلام سے فرمایا تو ہلاک ہو
جائے تیرے پاس کتنا مال ہے ؟
اس نے کہا آپ کے خرچ سے پانچ سو دینار بچ گئے ہیں، آپ نے کہا یہ اس عرب بدو
کو دے دو، اس نے کہا سبحان اللہ، آپ اس کو پانچ سو دینار دیتے ہیں حالانکہ اس نے
.آپ کے لیے ایک بکری ذبح کی ہے جس کی قیمت پانچ درہم کے برابر ہے
آپ نے فرمایا تو ہلاک ہو جائے قسم بخدا وہ ہم سے زیادہ سخی ہے اس لیے کہ ہم نے
اسے اپنی ملکیت کا کچھ حصہ دیا ہے اور اس نے اپنی ساری ملکیتی پونجی ہمیں بخش دی
ہے اور اس نے اپنی جان اور اپنے بچوں پر ہمیں ترجیح دی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے اپنے دور خلافت میں سیدنا عبید اللہ بن عباس کو 36ھ اور 37ھ میں امیر حج مقرر کیا۔ لوگوں نے ان دو سالوں میں آپ کی امارت میں حج ادا کیا۔ سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض کا شمار حضرت علی رض کے قریبی رفقاء اور حامیان میں ہوتا تھا اور حضرت علی ابن ابی طالب رض نے اپنے دور خلافت میں سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض کو ملک یمن کا گورنر مقرر کیا تھا۔ سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض نے امام حسن علیہ السلام کی خلافت کی حمایت کی مگر بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت و سیادت کو تسلیم کرلیا۔ اس کے بعد سیدنا عبید اللہ ابن عباس رض نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور باقی زندگی خاموشی سے گزار دی۔ آپکے بڑے بھائی سیدنا عبداللہ ابن عباس کی تاریخ وفات 67 ہجری درج ملتی ہے جو کہ عیسوی سال کی نسبت 689 عیسوی بنتی ہے مگرعبیداللہ ابن عباس کی تاریخ وفات کے متعلق متعدد روایت ملتی ہیں۔ بعض مؤرخین کے مطابق حضرت عبیداللہ ابن عباس کی وفات انکے بڑے بھائی عبداللہ سے پہلے بمطابق 58ہجری، 680 عیسوی میں ہوئی جبکہ بعض نے انھیں عبداللہ ابن عباس کی وفات کے بعد تحریر کیا ہے۔ آپ سے چند احادیث مروی ہیں جو آپ کے بیٹے عبد اللہ ابن عبیداللہ اور ابن سیرین نے روایت کی ہیں۔

سیدنا عبید اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ جس خانوادۂ علم و عمل کے چشم و چراغ تھے، اس کے اعتبار سے انکا کوئی خاص علمی پایہ نہ تھا، آنحضرتﷺ کے عہد میں آپ بہت کم سن بچے تھے، اس لیے براہ راست آپ سے سماعِ حدیث کا موقع نہ ملا تاہم حدیث کی کتابوں میں ان کی مرویات ملتی ہیں اور انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب رض سے اور ان سے انکے بیٹے عبد اللہ ابن عبیداللہ اور ابن سیرین نے روایت کی ہے۔

حضرت عباسؓ ابن عبدالمطلب علیہ السلام کے تمام لڑکوں میں کوئی نہ کوئی نمایاں وصف اورکمال موجود تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فضل و کمال اور علم میں یکتائے عصر تھے، سیدنا فضل ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ حسن وجمال میں یگانہ تھے تو سیدنا عبیداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فیاضی اور دریادلی میں بے نظیر تھے، ان کے دسترخوان کے لیے ایک اونٹ روزانہ ذبح ہوتا تھا۔ جب یہ دونوں بھائی ایک ساتھ مدینہ میں ہوتے تو ایک طرف تشنگان علم کے لیے عبداللہ ابن عباس کے یہاں علم کا دریا بہتا تو دوسری طرف بھوکوں و مسکینوں کے لیے عبید اللہ ابن عباس کے یہاں صلائے عام ہوتی۔

حضرت سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض کے کل 5 بیٹے ہوئے جو آپکی مختلف زوجہ کے بطن سے تھے جن میں عبداللہ، عباس، جعفر، طلحہ اور محمد جبکہ دو بیٹیاں عالیہ اور لبابۃ الکبری تھی۔ عباسی تحریک کے بانی و خلفاء بنو عباس کے جدامجد امام محمد الکامل بن علی السجاد بن حبر الامہ عبداللہ ابن عباس رض کی والدہ محترمہ حضرت عبیداللہ ابن عباس کی بیٹی عالیہ بنت عبیداللہ رض تھی، بایں وجہ عالیہ بنت عبیداللہ،خلفاء بنو عباس خلیفہ اول ابو عباس عبداللہ السفاح اور خلیفہ ابو جعفر المنصور کی دادی جان تھی۔ سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض کی دوسری بیٹی لبابۃ الکبری رض کا نکاح حضرت علی ابن ابی طالب رض کے فرزند حضرت عباس علمدار الشھید سے ہوا جنکے بطن سے عبیداللہ ابن عباس الشھید ہوئے اور آپکی نسل بھی اسی بیٹے عبیداللہ سے چلی ہے۔ علم الانساب کی مشہور و ،بنیادی کتب جذواۃ الاقتباس فی نسب بنی عباس اور مشجرات الزکیہ فی انساب بنو ھاشم بنو ھاشم از الشیخ حسن الحسینی اور دیگر انساب کی کتب میں سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض اولاد کا تفصیلی بیان موجود ہے جس میں حضرت عبیداللہ ابن عباس کے پانچ بیٹے درج ،ملتے ہیں۔ آپکے بیٹے عبداللہ ابن عبیداللہ کے ہاں کے 4 فرزند ہوئے جن میں حسن حسین، ابراھیم اور عبدالعزیز شامل ہیں۔ حضرت عبیداللہ کے دوسرے بیٹے عباس ابن عبیداللہ کے ہاں قثم، عباس، سلیمان، داؤد، ام جعفر ، میمونہ، عبداللہ و عالیہ ہوئے حضرت عبیداللہ کے تیسرے بیٹے جعفر بن عبیداللہ کے ہاں معبد، عبداللہ اور محمد ہوئے۔ حضرت عبیداللہ کے چوتھے بیٹے طلحہ ابن عبیداللہ کے آگے عیسی بن طلحہ اور

عیسی کے محمد اور محمد کے آگے پھر محمد ہوئے۔ حضرت عبیداللہ ابن عباس رض کے پانچویں اور سب سے چھوٹے بیٹے محمد ابن عبیداللہ تھے جنکے ہاں 5 فرزندان ہوئے جن میں عبداللہ ، عبدالرحمان، فضل، سلیم اور سعید شامل ہیں۔ آپکی اولاد عراق، وسطی ،ایشیائی ممالک ثمرقند و بخارا، پاکستان ، خراسان)افغانستان و ایران کے سرحدی علاقوں(حجاز مقدس مدینہ منورہ، یمن، شام اور شمالی افریقہ کے ممالک مراکش اور چاڈ میں آباد ھے۔ آپکی اولاد کی غالب اکثریت ملک یمن اور اطراف حجاز مدینہ منورہ میں آباد ہے۔ سیدنا عبیداللہ ابن عباس رض کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا اور آپکی قبر مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

تاریخ خاندان عباسیہ شمالی پاکستان - مری، ہزارہ و کشمیر

جدامجد خاندان عباسیہ الہاشمیہ شمالی پاکستان - سپہ سالار غیاث الدین* *ضراب شاہ ایک تاریخی اور روحانی شخصیت

از

اسامہ علی عباسي

نقیب الاشراف العباسیین شمالی پاکستان

فاضل نقابت الاشراف العباسیین الہاشمیین عراق

محمود غزنوی کے ہمراہ بنو عباس کی ہندوستان و کشمیر آمد بمطابق 1016* *عیسوی

،سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ العباسي الہاشمي المعروف سردار ضراب خان عباسی عباسی خلیفہ القادر باللہ کے دور خلافت میں محمود غزنوی کے ہمراہ سن 1016 عیسوی کو علاقہ ہرات، خراسان سے دہلی، ہندوستان بسلسلہ فوجی مہم وارد ہوئے۔ تاریخ کی کتب میں یہ بات درج ملتی ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ریاست کشمیر پر 1016ء عیسوی

اور 1020ء عیسوی کو دو بار حملہ کیا۔ غیاث الدین ضراب شاہ، سلطان محمود غزنوی کے کشمیر پر دوسرے حملے بمطابق 1020ء عیسوی کو عرب قبائل کے سپہ سالار کی حیثیت سے شامل تھے۔ یہ بات تاریخ کی کتب میں درج ملتی ہے کہ 1020ء عیسوی میں سلطان محمود غزنوی کے لشکر میں عرب قبائل کا ایک لشکر اس فوجی مہم میں شامل تھا جس نے قدیم ریاست کشمیر پر حملہ کیا تھا جسکی قیادت عربی النسل بنو عباس کے غیاث الدین ضراب شاہ کررہے تھے۔ سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ کی پیدائش بمطابق 998ء عیسوی کو سلطنت غزنویہ کے صوبہ ہرات، خراسان)موجودہ افغانستان و ایران کا سرحدی علاقہ (میں ہوئی۔ آپکا اصل نام غیاث الدین جسکے معانی ہیں "دین اسلام کا مددگار" اور آپکی جرأت و بہادری کیوجہ سے آپکو *ضراب* کے خطاب سے نوازا گیا جسکے معانی "شدید حملہ کرنے والے" کے ہیں۔ سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ کے والد کا نام طائف شاہ تھا جو کہ محمود غزنوی کے والد سبکتگین کے ہمراہ بغداد، عراق سے ہرات، خراسان چلے آئے اور اسکے فوجی لشکر میں بطور کمانڈر تعینات ہوئے اور ، خراسان میں ہی آباد ہوئے۔ طائف شاہ کے کل 4 بیٹے تھے جن میں عبدالعزیز، احمد ، عباس اور غیاث الدین شامل ہیں جنکی اولاد وسطی ایشیائی ممالک ثمرقند و بخارا خراسان، افغانستان اور شمالی پاکستان میں آباد ہے۔

سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور آپ بچپن سے ہی ایک زہین و اعلی اخلاق کے حامل شخص تھے، آپکی پیدائش ایک متوسط اور دینی گھرانے میں ہوئی۔ 16 سال کی عمر میں ہی آپکی قابلیت و صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے آپکو صوبیدار صوبہ ہرات، خراسان)گورنر جنرل آف فورسز (کے بلند مقام پر فائز کیا گیا۔ آپ سن 1016ء عیسوی کو محمود غزنوی کے ہمراہ پہلی بار برصغیر پاک و ہند تشریف لائے اور دہلی اور اجمیر کے مضافاتی علاقوں میں فوجی مہمات میں بطور سپہ سالار شامل رہے اور داد شجاعت وصول کی۔ سن 1020ء عیسوی میں آپکو قدیم ریاست کشمیر کیطرف بادشاہ کی سرکوبی کے لیے بمع لشکر روانہ کیا گیا اور بادشاہ جنگ بندی کے معاہدہ پر راضی ہوا اور آپکے اخلاق و کردار سے متاثر ہوکر اپنی ایک دختر کو بھی آپ سے رشتہ ازدواج میں منسلک کیا اور قدیم ریاست کشمیر میں ایک وسیع و عریض رقبے پر آپکو جاگیر اور مراعات بھی عنایت کی۔ سن 1021ء عیسوی میں آپکو محمود غزنوی کی جانب سے قدیم ریاست کشمیر اور اس سے ملحقہ غزنوی فتح یاب علاقوں کی سرحد کا نگران و صوبیدار اعلی مقرر کیا گیا جن میں موجودہ کہوٹہ، ضلع راولپنڈی سے لیکر بشمول پونچھ کشمیر، مانسہرہ ضلع ہزارہ تک کا ایک وسیع و عریض خطہ و رقبہ جات شامل ہے۔ آپ چند عرصہ سرینگر، کشمیر میں قیام کرنے کے بعد کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے گاؤں ضراب کوٹ موجودہ دراب کوٹ میں آکر آباد ہوئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی اور آپکا مزار مبارک بھی کہوٹہ کے اسی گاؤں میں مرجع خلائق ہے۔ یوں تو تاریخ کی 16 مستند ترین اور قدیمی کتب میں سپہ سالار

غیاث الدین ضراب شاہ کی آمد محمود غزنوی رح کے ساتھ ثابت ہے مگر سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ غیرت و حمیت، اخلاق و جرأت، بہادری و جوان مردی کا وہ سرچشمہ حیات تھے جنکے کردار ،اخلاق اور بہادری کو دیکھتے ہوئے میدان حرب میں مدمقابل غیر مسلم دشمن نے بھی انکے آگے اپنا سر تسلیم خم کیا بلکہ اپنی حقیقی دختر نیک کی شادی بھی اس عربی النسل نوجوان سے کی اور اپنی ریاست کے ایک وسیع و عریض رقبے پر آپکو جاگیر بطور تحفہ عنایت بھی کی۔

تاریخی کتب کے حوالے سے مراۃ السلاطین فی سیر المتاخرین سن اشاعت 1836ء جلد اول اور آئینہ قریش 1916ء از سردار محمد اکرم خان عباسی کے تاریخی روایات میں درج ملتا ہے کہ محمود غزنوی کے زمانے صوبہ ہرات خراسان میں ضراب خان، صوبیدار صوبہ)گورنر جنرل آف فورسز (کے بلند مقام پر فائز ہوئے۔ ایک فوجی مہم میں انکی آمد کشمیر میں ہوئی اور شاہ کشمیر کی دختر سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کیبعد آپ یہیں آباد ہوئے۔

تاریخ طاہری جو کہ سن 1600ء عیسوی کو تحریر کی گئی اس میں درج ہے کہ عرب قبائل کی قیادت بنو عباس سے ایک نوجوان لڑکا ضراب خان کررہا تھا جسکی والدہ ترک تھی، یہ

عرب لشکر محمود غزنوی کی فوج میں شامل تھا اور یہ کشمیر پہ دوسرے حملہ بمطابق 1020ء عیسوی کی بات ہے۔ اسکے علاوہ تاریخ عباسیہ میں مصنف ریاض الرحمان ساغر نے نے تاریخ کی کتاب ھبیرۃ العرب کے حوالے سے اس واقعے کی تفصیل یوں درج کی ھے کہ سلطان محمود غزنوی کے کشمیر پر دوسرے حملے کے وقت عرب قریش قبیلے سے ایک نوجوان لڑکا تھا جو عرب قبائل کی سپہ سالاری کررہا تھا اور یہ کشمیر کی باجگزار ریاست پر حملہ آور ہوا تھا۔ تاریخ موسم بہار جلد سوم میں یہ لکھا ہے وہ عربی النسل نوجوان پنجاڑ) موجودہ کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کا مضافاتی علاقہ (پر قابض ہوگیا تھا اور راجہ قلعہ چھوڑ کر کشتواڑ) موجودہ مقبوضہ کشمیر کا ایک مشرقی ضلع (بھاگ گیا تھا۔

کشمیر کی تاریخ پر سب سے قدیم کتاب راج ترنگنی ہے جسکو پنڈت کلہن نے 1160 عیسوی کو سنسکرت زبان میں لکھا، راج ترنگنی کی ساتویّں ترنگ کے صفحہ نمبر 580 میں محمود غزنوی کے لشکر کا ریاست کشمیر پر حملہ کا تزکرہ درج ملتا ہے وہیں اسکے نوجوان سپہ سالار کی بہادری و شجاعت کا زکر بھی موجود یے۔ راج ترنگنی کی ساتویں ترنگ میں صفحہ نمبر 580 میں مصنف نے لکھا ہے کہ سن 1010ء و 1020ء کے درمیان کشمیر کے راجہ سنگرام کے دور حکومت میں جب محمود غزنوی کی فوج نے کشمیر پر حملہ کیا اور صبح کے وقت گھمسان کا رن جما تو محمود غزنوی کی فوج کا سپہ سالار جو نوجوان لڑکا تھا اور فن

حرب سے بخوبی واقف تھا جوش میں بھرا ہوا میدان جنگ میں نکلا جس پر شاہی فوج فورا تتر بتر ہوگئی ہر چند کہ باقی ماندہ فوج نے اسکا مقابلہ کیا مگر انکو شدید ہزیمت کا سامنا کرنا پڑتا اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ *تاریخ کشمیر* از محمد امین پنڈت نے اپنی کتاب کے نویں باب میں لکھا ہے کہ کشمیر کے راجہ سنگرام راج کے دور حکومت بمطابق 1001ء تا 1021ء کے درمیان محمود غزنوی کشمیر پر حملہ آور ہوا تھا اور کشمیر میں کوہ سلیمان کے مقام پر جہاں ایک مندر تھا وہاں نماز ظہر ادا کی اور بڑی تعداد میں لوگوں کو مسلمان بنایا۔ اس نے ایک ماہ اور نو دن کشمیر میں قیام کیا اور واپس غزنی روانہ ہوا۔ ڈاکٹر صوفی غلام محی الدین کی کتاب *کشمیر* میں یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ راجہ سنگرام کے دور میں محمود غزنوی نے کشمیر پر حملہ کیا جس پر راجہ کہ فوج کو شکست کا سامنا کرنا پڑا مگر شدید موسم اور دشوار گزار رستوں کیوجہ سے محمود غزنوی مکمل ریاست کو زیر نا کرسکا اور واپس روانہ ہوا۔

برصغیر پاک و ہند میں آباد قبائل بنو عباس کی تاریخ پر سب سے مستند ترین کتب میں مفتی نجم الدین ثمرقندی اور مفتی رکن الدین ثمرقندی کی تصنیف کردہ کتب کو ممتاز حیثیت سے دیکھا جاتا ہے جوکہ اٹھارویں صدی عیسوی میں تحریر کی گئی، برصغیر پاک و ہند میں آباد خاندان عباسیہ کی تاریخ پر مفتی نجم الدین ثمرقندی رحمت اللہ تعالی علیہ اپنی تصنیف

عباسیان ہند سن اشاعت 1819ء میں لکھتے ہیں کہ غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان، محمود غزنوی رح کی فوجی مہم کے دوران ہندوستان دہلی تشریف لائے۔ محمود غزنوی کے عرب لشکر کی سپہ سالاری غیاث الدین ضراب شاہ کے سپرد تھی۔

تاریخ عباسیان ہند میں مصنف نجم الدین ثمرقندی نے لکھا ہے کہ ہندوستانی تاریخ دان اجت ناگ نے اپنی کتاب تاریخ دہلی کے صفحہ نمبر 126 میں لکھا ہے کہ جب محمود غزنوی افغانستان سے ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو عرب لشکر کا نائب غیاث الدین عبیدی نامی نوجوان تھا، یہ نوجوان انتہائی بہادر اور جنگجو تھا۔ یہ دشمن کے لشکر پر ایسے حملہ کرتا تھا جس طرح بکریوں کے ریوڑ پر شیر حملہ آور ہوتا ہے اس وجہ سے اسے ضراب *کہتے تھے کہ عرب کا سب سے زیادہ مارنے والاشیر اور اس نوجوان کا شجرہ* نسب حضرت عباس بن عبدالمطلب رض کے فرزند عبید اللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب رض سے جاملتا ہے اور یہ بنو عباس سے تھا۔

دوسری روایت میں درج ہے کہ *ضراب *کا لفظ عربی لفِظ *ضرب *سے نکلا ہے جسکے معانی ہیں "بہت مارنے والا۔" دشمنوں کے لشکر پر زبردست حملے اور انتہائی جنگجو ہونے کے سبب سپہ سالار غیاث الدین شاہ کو *ضراب *کا خطاب دیا گیا اورآپ اسی نام

سے عوام الناس میں زیادہ مشہور و معروف ہوئے۔ علاوہ ازیں عرب میں ضراب اس شیر کو کہا جاتا ہے جو بہت مارنے والا ہو باویں وجہ غیاث الدین شاہ، ضراب خان کے نام سے زیادہ مشہور و معروف ہوئے۔ آپکے نام کیساتھ 'عبیدی' کا لاحقہ سے یہ ثابت ہے کہ آپ عبیداللہ ابن عباس کی اولاد سے تھے اور آپ کا شجرہ نسب سعید بن محمد بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رض سے جاملتا ہے، جسکا اندراج عرب شجرہ جات کی مشہور اور بنیادی کتاب *جذواۃ الاقتباس فی نسب بنو عباس* *مشجرات الزکیہ فی انساب بنی ھاشم *اور *بنو ھاشم از شیخ حسن الحسینی *میں درج ملتا ہے۔ آپکا سلسلہ نسب تیرھویں پشت پر جاکر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے۔ اس حوالے سے غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان کا شجرہ نسب یہ ہے :

سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ، لقب ضراب خان ابن طائف شاہ ابن الشریف نوح ابن الشریف عباس ابن الشریف رفیع ابن الشریف فضل ابن الشریف اسحاق ابن الشریف عادل ابن الشریف یافث ابن الشریف سعید ابن الشریف محمد ابن السیدنا عبیداللہ ابن السیدنا عباس ابن السیدنا عبدالمطلب ابن السیدنا ھاشم

بحوالہ - عباسیان ہند از مفتی نجم الدین ثمرقندی سن اشاعت 1819ء، انساب ظفرآباد] اعظم گڑھ جونپور ہندوستان سن اشاعت 1775ء، جزوۃ الاقتباس فی نسب بنو عباس، بنو ہاشم از الدکتور الشیخ حسن الحسینی، مشجرات الزکیہ فی انساب بنی ھاشم [

تصدیق النسب بسلسلہ ادارہ جات

[تصدیق و جاری بالنقابت الاشراف العباسیہ پاکستان]

تصدیق و جاری بالکتابہ بالنقابت الاشراف العباسیین الہاشمیین عراق، بالنقابت] الاشراف الہواشم عراق ، انساب صحف الہاشمیہ عراق، بالنقابت الاشراف الحسنیہ الکیلانیہ عراق، بالنقابت الاشراف اہلبیت الھند، انڈیا بسلسلہ شہادت النسب، تصدیق و نقابت راقم الحروف اسامہ علی عباسی - نقیب الاشراف العباسیین شمالی پاکستان [

مفتی نجم الدین ثمرقندی نے عباسیان ہند 1819ء میں صفحہ نمبر 38 میں یہ لکھا ہے کہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ غیاث الدین ضراب شاہ، حضرت عباس رض کے فرزند عبیداللہ ابن عباس کی اولاد سے تھے تبھی انکے نام کیساتھ عبیدی درج ہے جبکہ بعض

کہتے ہیں کہ غیاث الدین ضراب شاہ، پہلے عباسی خلیفہ عبداللہ السفاح کی نسل سے سیدنا عباس کے فرزند عبداللہ ابن عباس کی زریت میں سے تھے۔ مفتی نجم الدین ثمرقندی لکھتے ہیں کہ بعض مؤرخین نے سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ کے جدامجد الشریف السعید عباسی کو محمد بن عبیداللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ السفاح کا بیٹا لکھا اور کہا کہ غیاث الدین ضراب شاہ، محمد بن عبداللہ السفاح کی نسل سے حضرت عباس کے فرزند حضرت عبداللہ ابن عباس رض کی اولاد سے تھے جبکہ عرب مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ عبداللہ السفاح کا حقیقی بیٹا محمد بن عبداللہ السفاح لاولد گزرا ہے، جسکی وجہ سے ابو عباس عبداللہ السفاح کی نسل نہیں چلی اور اسکا سعید نام کا کوئی بیٹا یا پوتا نہیں تھا۔ اس حوالے سے عرب تاریخ کی مشہور اور بنیادی کتب البلازری 850ء عیسوی، تاریخ طبری، الانساب الاشراف، جمہرات الانساب العرب 1022ء، الاساس فی انساب بنی عباس، جزواۃ الاقتباس، بنو ہاشم از الدکتور حسن الحسینی، تاریخ یعقوبی، تاریخ ابن حزم، تاریخ الخلفاء از امام جلال الدین سیوطی رح اور قریبا 260 عرب کتب میں یہ بات درج ملتی ہے کہ پہلے عباسی خلیفہ ابو عباس عبداللہ السفاح کا حقیقی بیٹا محمد بن عبداللہ سفاح لاولد گزرا ہے جسکی وجہ سے عبداللہ السفاح کی نسل نہیں چلی۔ اس حوالے سے غیاث الدین ضراب شاہ سے منسوب عبداللہ السفاح کی روایت من گھڑت اور غیر مستند ہے۔

اسکے علاوہ عباسیان ہند میں مفتی نجم الدین ثمرقندی مزید بیان کرتے ہیں کہ تاریخ اجمیر میں مولوی لطف اللہ الہ آبادی نے لکھا ہے غیاث الدین شاہ، بنو عباس ابن عبدالمطلب سے تھے۔ دہلی سے اجمیر حاظری دربار کے لیے آئے تھے۔ وہاں حضرت رکن مسند شاہ عرب سے تشریف لائے ہوئے تھے تو غیاث الدین انھی کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ غیاث الدین کا لباس عربی تھا، کمر میں تلوار تھی جیسے مجاہد ہو، بڑا بارعب و خوبرو نوجوان تھا۔ چند دن ٹھہرنے کے بعد حضرت رکن شاہ کے حکم پر سرینگر، کشمیر گیا اور وہیں قیام کیا، سلوگن میں اسکی اولاد آباد ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سرینگر تھوڑے عرصہ قیام کے بعد وہ پونچھ کشمیر چلا گیا جہاں سرینگر کے راجہ نے اسے جاگیر عطا کی تھی۔

تاریخ کشمیر کے مصنف الپیال رتن لکھتے ہیں کہ غیاث الدین شاہ کو شالاوجن، مقبوضہ کشمیر میں جاگیر دی گئی تھی اور یہ بنو عباس سے تھا اور غزنوی لشکر کیساتھ دہلی سے سرینگر آیا تب اسکو پونچھ میں یہ جاگیر سرینگر کے راجہ نے دی تھی۔ الپیال رتن کی یہ کتب 1725ء عیسوی میں سرینگر کشمیر سے شائع ہوئی تھی۔

مولوی الف دین راجوری کشمیری اپنی کتاب ہجرت کے سفر میں یہ لکھتے ہیں کہ ہم یہ بات تواتر سے سنتے آرہے ہیں کہ غزنوی لشکر میں عرب لشکر کی سپاہ گری عربی بنو عباس کی نسل سے غیاث الدین شاہ کے پاس تھی اور اس لشکر کی سپاہ گری کرتے ہوئے وہ سرینگر کشمیر آئے تھے جہاں ایک معرکے میں کامیابی کے بعد انہیں سرینگر کے راجہ کی طرف سے کافی جاگیر عطا کی گئی تھی۔

مفتی نجم الدین ثمرقندی بیان کرتے ہیں کہ ثقافت کشمیر از محب اللہ نے صفحہ نمبر 68 میں لکھا ہے کہ غیاث الدین شاہ کی شادی کشمیر کے راجہ مل خان کے آباؤاجداد کے خاندان میں ہوئی اور اسکے اکلوتے فرزند اکبر غئی خان کا ننھیال کشمیر کے راجہ شاخ مل کا خاندان تھا۔ عباسیان ہند 1819ء میں مصنف نجم الدین ثمرقندی نے صفحہ نمبر 211 میں لکھا ہے کہ سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ کے اکلوتے فرزند حضرت غئی محمد اکبر خان عباسی کے ہاں 5 بیٹے کنور خان، ثناء ولی خان، سردار خان، سالم خان اور مولم خان ہوئے جو کہ ڈھونڈ، جسکم، سراڑہ، گہیال اور تنولی عباسی قبائل کے جدامجد ہیں۔

مفتی نجم الدین ثمرقندی اپنی کتاب عباسیان ہند 1819ء میں مزید لکھتے ہیں کہ یہ بات مصدقہ ہے کہ یہ بنو عباس ابن عبدالمطلب رض ہی ہیں۔ غیاث الدین ضراب شاہ کی

اولاد میں مذہب کا رجحان دیگر قبائل سے زیادہ ہے، یہ اپنے نسب پر فخر کرتے ہیں۔ مہمان نواز، غم خوار، کشادہ دل اور حیا کرنے والے ہیں۔ یہ شفیق اور مہربان ہیں۔ سادہ لباس ہیں مگر غیرت مند، غصے کے تیز اور انتہا کے جنگجو ہیں۔ انکا جدامجد غیاث الدین ،ضراب شاہ المعروف ضراب خان، محمود غزنوی کے ہمراہ ھرات، خراسان سے دہلی ہندوستان آیا اور دہلی سے سرینگر، کشمیر عرب کندی کے حکم پر وارد ہوا۔ سرینگر کے راجہ نے اسے قدبھی پونچھ، کشمیر میں جاگیر عطا کی تھی اور اس نے وہیں مستقل سکونت اختیار کی اور اسکی قبر کہوٹہ میں واقع ہے۔ مری، کہوٹہ، ہزارہ، آزاد کشمیر میں آباد عباسی اسی کی اولاد ہیں۔

عباسی الخراسانی از اسامہ علی عباسی سے ماخوذ

آرٹیکل تالیف اول بالتاریخ اپریل 2022ء

تالیف دوم بالتاریخ جنوری 2023ء

تاریخ خاندان عباسیہ شمالی پاکستان، قبیلہ ڈھونڈ عباسی مری، ہزارہ و کشمیر*

السیف الجلی علی منکر النسب اولاد ولی الکامل شاہ ولی

از

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الہاشمیین شمالی پاکستان

خطہ کوہسار و پوٹھوہار، خطہ ہزارہ و کشمیر میں آباد خاندان عباسیہ کے ڈھونڈ عباسی قبیلے کے جدامجد ولی کامل و مرد درویش حضرت شاہ ولی خان عباسی رحمت اللہ تعالی علیہ ہیں اور آپکی اولاد کو ڈھونڈ عباسی کہا جاتا ہے۔ آپ سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان کے بڑے پوتے والئی پونچھ کشمیر سردار کنور خان عباسی المعروف کھوندر خان کی پانچویں پشت پر آتے ہیں۔ آپکا سلسلہ نسب اکیسویں پشت پر جاکر نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چچا سیدنا عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کا نام مبارک "شاہ ولی" ہے جسکے معانی ہیں "اولیاء کا بادشاہ" جبکہ آپکا لقب ڈھونڈ ہے جسکے معانی ہیں "تلاش کیا گیا"۔ آپ امام الاولیاء و غوث الزماں

حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمت اللہ تعالی علیہ کے عقیدت مند و مرید خاص تھے اور آپکے پیر و مرشد کی صحبت و دعا کا یہ اثر ہوا کہ حضرت شاہ ولی خان عباسی المعروف ڈھونڈ خان کی نسل میں 16 سے زائد جلیل القدر اولیاء و صلحاء اور ہزاروں مجاہدین اسلام پیدا ہوئے جنہوں نے خطہ کوہسار و ہزارہ، خطہ پوٹھوہار و کشمیر میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی اور وقت کے ہر ظالم کے خلاف علی الاعلان علم جہاد بلند کیا۔

حضرت شاہ ولی خان عباسی کے جدامجد سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان عباسی سن 1020ء کو محمود غزنوی کے عرب لشکر کی سپہ سالاری کرتے ہوئے ہندوستان وارد ہوئے اور ریاست کشمیر پر حملہ آور ہوئے۔ عباسیان ہند 1819ء میں مفتی نجم الدین ثمرقندی نے غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب کے تمام حالات و واقعات کو قلمبند کیا ہے، ریاست کشمیر میں سکونت اختیار کرنے اور شاہ کشمیر کی دختر سے غیاث الدین ضراب شاہ کا نکاح ہونے کیبعد آپ قدیم ریاست کشمیر میں ہی آباد ہوئے جہاں سے آپکی نسل کا آغاز ہوا، عباسیان ہند 1819ء میں درج ہے کہ غیاث الدین ضراب شاہ کی زوجہ محترمہ کشمیر کے راجہ شاخ مل کے خاندان سے تھی۔ بایں وجہ ڈھونڈ عباسی باپ کی طرف سے عربی النسل بنو عباس اور ماں کی طرف سے کشمیری النسل برہمن راجپوت ہیں. ریاست کشمیر کی شہزادی کے بطن سے غیاث

الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان کے اکلوتے فرزند حضرت غئی محمد اکبر خان عباسی پیدا ہوئے جو اپنے دور کے عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں۔ مراۃ السلاطین فی سیر المتاخرین 1836ء، آئینہ قریش 1916ء، پنجاب چیف 1890ء و سابقہ تمام تاریخی کتب میں درج ہے کہ غیاث الدین ضراب شاہ کافی عرصہ اولاد کی نعمت سے محروم رہے، بالآخر کہوٹہ میں آپکی ملاقات ایک ولی کامل سے ہوئی جنکی دعا سے آپکے ہاں ایک بیٹا غئی محمد اکبر خان عباسی پیدا ہوئے جوکہ اپنے دور کے سلسلہ چشتیہ کے ایک عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں۔ آپکی پرورش اسی ولی کامل کے زیر سایہ و دست عقیدت کے تحت ہوئی۔ حضرت غئی محمد اکبر خان کی پیدائش 1040ء عیسوی کو کہوٹہ میں ہوئی۔ سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ اور انکے فرزند ارجمند حضرت غئی محمد اکبر خان عباسی کا مزار گاؤں دراں کوٹ، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے اور مرجع خلائق ہے۔ حضرت غئی محمد اکبر خان عباسی المعروف اکبر گہی خان کے 5 بیٹے کنور خان المعروف کہوندر خان، سالم خان، ثناء ولی خان المعروف تناولی خان، سردار خان المعروف سراڑہ خان اور مولم خان ہوئے جن سے انکی نسل آباد ہوئی۔ وہ قبیلہ ڈھونڈ عباسی، جسکم عباسی، گیہال عباسی، سراڑہ عباسی اور تنولی عباسی قبائل کے جدامجد ہیں۔

حضرت غنئ محمد اکبر خان عباسی المعروف اکبر گھی خان کے سب سے بڑے بیٹے والئ پونچھ، کشمیر سردار کنور خان عباسی المعروف کھوندر خان کو ہی ڈھونڈ عباسی اور جسکم عباسی قبائل کا حقیقی مورث اعلی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ سب خاندان آپکی اولاد سے ہی مشہور و معروف ہوئے ہیں۔ سردار کنور خان عباسی کی تاریخ پیدائش قریبا 1063 عیسوی ہے اور آپکے 3 فرزندان بہادر خان، فرادم خان اور کالو خان کا زکر عباسیان ہند 1819ء میں درج ملتا ہے۔ عباسیان ہند میں مصنف نجم الدین ثمرقندی نے لکھا ہے کہ کنور خان کے بڑے بیٹے بہادر خان جنکی اولاد راجوری، جموں موجودہ مقبوضہ کشمیر میں آباد تھی جبکہ دوسرے بیٹے فرادم خان جنکی اولاد کثیر مقبوضہ کشمیر میں آباد تھی، آپکے تیسرے بیٹے کالو خان جموں کشمیر سے چھلہاڑ پلندری موجودہ آزاد کشمیر آباد ہوئے تھے جنکی نسل سے مری، ہزارہ و کشمیر کے ڈھونڈ عباسی، جسکم عباسی، گھیال عباسی ہیں۔ عباسیان ہند 1819ء میں مفتی نجم الدین ثمرقندی بیان کرتے ہیں کہ غیاث الدین ضراب شاہ کے بڑے پوتے کنور خان کے فرزند کالو خان کشمیر سے چھلہاڑ پلندری آکر آباد ہوئے تھے۔ انہوں نے کشمیر کے راجہ رستم رائے کی دختر سے شادی کی اور انکے بعد انکے جانشین ہوئے۔ انکو "رائے" کا خطاب دیا گیا جسکی وجہ سے انکا نام کالو رائے خان پڑ گیا اور ان کی قبر چھلہاڑ، پلندری ملحقہ آزاد پتن کہوٹہ میں واقع ہے۔ دوسری روایت میں النساب القبائل اکبریہ و پنجاب چیف 1890ء کے مصنفین نے لکھا ہے کہ کالو خان کی شادی کشمیر کے راجہ دھنی رائے کی دختر سے ہوئی تھی اور آپکو

رائے کا خطاب دیا گیا تھا۔ یہ بات مصدقہ ہے کہ کنور خان کے فرزند کالو خان کی شادی دختر راجگان پونچھ کشمیر کیساتھ طے ہوئی تھی اور غیاث الدین ضراب شاہ کے بعد یہ دوسری شادی تھی جو کہ راجگان کشمیر کے خاندان میں ہوئی بایں وجہ مستقبل میں آپکی اولاد ان علاقوں میں بااثر رہی۔ "رائے" کا خطاب عموما زمانہ قدیم میں ریاست کشمیر کے مختلف حصوں کے چھوٹے راجہ استعمال کرتے تھے۔ کالو خان عباسی المعروف کالو رائے خان عباسی کی 3 پشتوں تک پونچھ، کشمیر کی راجگیری آپکی اولاد میں چلتی رہے اسی وجہ سے تاریخ میں آپکے پوتوں کے نام کیساتھ بھی رائے کا خطاب ہمیں درج ملتا ہے۔

عباسیان ہند 1819ء ،پنجاب چیف 1890ء، عباسی شمالی پاکستان میں 1964ء از سردار ایوب عباسی اور دیگر تاریخی کتب میں درج ہے کہ راجگان کشمیر کی دختر سے کالو خان المعروف کالو رائے خان کے 2 فرزندان قدرت اللہ خان المعروف کوند خان اور کور خان ہوئے جبکہ پنجاب چیف 1890ء کی رو سے کالو رائے خان کی دوسری کیٹھوال بیوی کے بطن سے باز خان اور بچا خان تھے، قدرت اللہ خان المعروف کوند خان جنہیں تاریخ میں کوند رائے خان بھی لکھا گیا وہ شہزادی راجگان پونچھ کے بڑے بیٹے تھے اور نواسہ راجگان پونچھ تھے، والد کی وفات کیبعد مسند نشیں ہوئے۔ عباسیان ہند

1819ء میں مفتی نجم الدین ثمرقندی لکھتے ہیں کہ قدرت اللہ خان کے فرزند نیک محمد خان عباسی المعروف نکودر خان ہوئے اور نیک محمد خان کے دلیل محمد خان ہوئے اور دلیل محمد خان کے بیٹے راسب خان تھے۔ راسب خان کے ہاں 2 بیٹے شاہ ولی خان اور باغ ولی خان ہوئے جنکی اولاد دیس ہزارہ، مری، کہوٹہ اور کشمیر میں آباد ہوئی اور ان علاقوں میں بااثر رہی۔ شاہ ولی خان عباسی المعروف ڈھونڈ خان کو ہی ڈھونڈ عباسی قبیلے کا جدامجد کہا جاتا ہے جبکہ آپکے برادر حقیقی باغ ولی خان کے بیٹے جسکم خان کی نسبت جسکم عباسی قبیلہ مشہور ہوا جسکی زیلی شاخیں جسکم کھتریل اور گہیال ہیں جو کہ کہوٹہ، گوجر خان، پوٹھوہار اور آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں مختلف مقامات پر آباد ہے۔ جسکم خان کی اولاد سے ہی زمانہ قدیم 1600ء کے قریب چند افراد کہوٹہ سے کھرل عباسیاں، ضلع باغ آزاد کشمیر آباد ہوئے جو کہ گہیال عباسی شاخ کے نام سے معروف ہیں۔ اس شاخ میں جلیل القدر اولیاء عظام پیدا ہوئے اور انکی درگاہ کھرل عباسیاں، باغ آزاد کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت شاہ ولی خان عباسی المعروف ڈھونڈ خان کا شجرہ نسب یوں ہے؛

حضرت شاہ ولی خان عباسی المقلب ڈھونڈ خان ابن راسب خان ابن دلیل محمد خان ابن نیک محمد خان المعروف نکودر خان ابن قدرت اللہ خان المعروف کوند خان ابن کالو خان المعروف کالو رائے خان ابن سردار کنور خان عباسی المعروف کھوندر خان ابن حضرت غئی محمد اکبر خان ابن سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان

(بحوالہ عباسیان ہند 1819ء از مفتی نجم الدین ثمرقندی ، انساب ظفرآباد جونپور اعظم گڑھ ہندوستان 1804ء)

[تصدیق و جاری بالنقابت الاشراف العباسیہ پاکستان]

[مجلس نقباء بنو عباس پاکستان]

[ادارہ انساب الاشراف بنو عباس پاکستان]

[تصدیق و جاری بالنقابت الاشراف العباسیین الہاشمیین عراق، بالنقابت الاشراف الحسنیہ الکیلانیہ عراق، بالنقابت الاشراف اہلبیت الھند، انڈیا سلسلہ شھادت النسب و تصدیق راقم الحروف اسامہ علی عباسی - نقیب العباسیین شمالی پاکستان]

ولی کامل اور مرد درویش حضرت شاہ ولی خان عباسی کا دور حیات قریبا 1205ء عیسوی سے 1280ء عیسوی کا زمانہ ہے۔ آپ کے والد راسب خان، ایک روحانی شخصیت گزرے ہیں۔ شاہ ولی خان عباسی کی پیدائش 1205ء عیسوی میں چھلہاڑ، پلندری ملحقہ آزاد پتن آزاد کشمیر میں ہوئی۔ بچپن سے ہی یاد الہی آپکا مشغلہ رہا، دور جوانی میں آپ تعلیم و تربیت کے لیے ملتان تشریف لے گئے اور امام الاولیاء حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمت اللہ تعالی علیہ کے ہاتھ پر مشرف بیعت ہوئے۔ آپکی تعلیم و تربیت میں آپکے مرشد کا ایک بڑا کردار رہا ہے۔ لفظ "ڈھونڈ" کا خطاب بھی آپکو بارگاہ مرشد سے ہی تفویض کیا گیا۔ تاریخی روایات اور عباسی شمالی پاکستان از سردار ایوب عباسی میں درج ملتا ہے کہ آپ اپنے پیر و مرشد سے بچھڑ گئے تھے اور کافی تلاش بسیار کیبعد آپکو تلاش کیا گیا تھا بایں وجہ آپ دیگر مریدین و متعلقین میں "ڈھونڈ خان" کے نام سے مشہور و معروف ہوئے بایں وجہ آپکی اولاد کو ماضی بعید میں مقامی رسم و رواج کے تناظر میں عرب قبیلہ قریش کی نسبت ڈھونڈ قریش کہا جاتا تھا۔ حضرت شاہ ولی خان عباسی المقلب ڈھونڈ خان کے ہاں دو بیٹے سردار حسن خان اور پیر محمود شاہ ہوئے۔ پیر محمود شاہ اپنے دور کے ایک عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں اور وہ حضرت شاہ رکن عالم کے مریدین میں شمار ہوتے تھے، بعض کہتے کہ وہ لاولد گئے جبکہ بعض کہتے کہ وہ بحکم مرشد وہ دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے قدیم ہند تشریف لے گئے اور وہیں کہ ہوکر رہ گئے۔ حضرت شاہ ولی خان کے بیٹے حسن خان کو ہی ڈھونڈ عباسی قبیلے کا حقیقی

مورث اعلی کہا جاتا ہے کیونکہ تمام ڈھونڈ عباسی آپکی اولاد ہیں، آپکی بعض اولاد جسکم ڈھونڈ بھی کہلاتی ہے جو کہ تحصیل کہوٹہ، آزادپتن، پلندری و مضافات میں آباد ہیں۔ النساب القبائل اکبریہ از کیپٹن اشرف خان میں درج ہے کہ حسن خان کی قبر گاؤں چھلہاڑ، پلندری آزاد کشمیر ملحقہ آزادپتن کہوٹہ کے قدیمی قبرستان میں موجود تھی۔

عباسیان ہند 1819ء از مفتی نجم الدین ثمرقندی اور تاریخ اقوام پونچھ میں مستند مؤرخ محمد دین فوق نے بیان کیا ہے کہ حسن خان کے ہاں دو بیٹے گلاب خان اور پیر محمد خان رحمت اللہ تعالی علیہ ہوئے جن میں سے گلاب خان چھلہاڑ پلندری سے دریائے جہلم کے پار کہوٹہ کے میدان میں آکر آباد ہوئے جبکہ پیر محمد خان المعروف بیر خان پلندری پونچھ میں ہی سکونت پزیر ہوئے۔ گلاب خان کا دور حیات 1258ء سے 1330ء درج ملتا ہے۔ گلاب خان کے ہاں 3 بیٹے امیر محمد خان المعروف میر خان، سلطان محمد خان عرف سہو خان اور غلام محمد خان عرف بچو خان ہوئے۔ 1831ء میں ڈوگروں کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے وقت کے تقاضے کے پیش نظر سلطان محمد خان اور غلام محمد خان کی اولاد نے اپنی شناخت کو چھپایا اور خود کو جسکم عباسی شاخ میں ظاہر کیا جسکی وجہ سے اب بھی سہوال اور بچوال شاخوں کو جسکم ڈھونڈ کہا جاتا ہے حالانکہ یہ خالص ڈھونڈ عباسی قبیلے سے ھیں، انکی آبادی مضافات کہوٹہ و گوجر خان میں موجود ہے۔ گلاب

خان کے بڑے فرزند حضرت امیر محمد خان اپنے دور کے ایک عظیم روحانی شخصیت گزرے ہیں جنکو پیر بے ریاء کے نام سے بھی جانا تھا، امیر محمد خان عباسی المعروف میر خان کھوٹہ سے نقل مکانی کرکہ گھوڑا گلی، مری کے مضافاتی گاؤں دناہ شریف میں آباد ہوئے اور آپکی قبر دناہ شریف، لورہ ہزارہ میں ہی موجود ہے۔ عباسیان ہند 1819ء، سابقہ شجرہ جات اور انساب ظفرآباد جونپور اعظم گڑھ 1804ء میں درج ہے کہ امیر محمد خان کے ہاں 2 بیٹے پیر نعمت شاہ المعروف دائمت بابا اور رحمت علی شاہ المعروف ککی خان پیدا ہوئے۔ امیر محمد خان کی وفات کیبعد آپکے بیٹے رحمت علی شاہ المعروف ککی خان دناہ شریف کے مضافاتی گاؤں روپڑ، لورہ سے اپنے چچا کے پاس کھوٹہ دوبارہ تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ھیں کہ وہ قدیم ہندوستان میں جموں کے مضافاتی علاقے میں جاکر آباد ہوئے اور انکی اولاد خطہ پوٹھوہار و کشمیر میں آباد نہیں ھے۔

امیر محمد خان کے بیٹے حضرت پیر نعمت شاہ، لقب دائمت بابا المعروف پیر دادا ڈھمٹ خان عباسی رحمت اللہ تعالی علیہ اپنے دور کے عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں اور ڈھونڈ عباسی قبیلے کے حقیقی مورث اعلی ہیں۔ خطہ ہزارہ، کوہسار اور آزاد کشمیر میں آباد تمام ڈھونڈ عباسی آپکی ہی زریت ھیں۔ آپ حضرت شاہ ولی خان المعروف ڈھونڈ خان کے پڑپوتے تھے اور شاہ ولی خان کی حقیقی نسل اور انکا روحانی فیض آپکی زات بابرکت سے

جاری و ساری ہوا۔ آپکا دور حیات 1320ء عیسوی سے 1420 عیسوی کا زمانہ گزرا ہے۔ آپکا اسم مبارک "نعمت شاہ" اور لقب "دائمت بابا" ہے جسکے معانی ہیں مسلسل، چھپا ہوا اور پوشیدہ۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ سلسلہ چشتیہ قلندریہ کے عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں ۔ جس وقت آپ مری میں آباد ہوئے تو اس وقت خطہ کوہسار مری میں اسلام کی شمع روشن نہیں تھی اور یہاں پر قدیمی مقامی قبائل ستی اور کیٹھوال آباد تھے جو کہ غیر مسلم تھے۔ جب کشمیر کے سفر پر سید علی ہمدانی رح کا گزر 1350ء کے قریب خطہ کوہسار مری سے ہوا تو اس وقت خطہ کوہسار میں اسلام نہیں پھیلا تھا، آپکے ہاتھ پر ایک کیٹھوال راجہ اگر خان مشرف بااسلام ہوا تھا جسکا اسلامی نام علی زماں خان رکھا گیا تھا۔ سید علی ہمدانی رح قریبا 1350ء میں کوہالہ کے رستے کشمیر میں داخل ہوئے تھے اور سرینگر کے سفر پر گامزن ہوئے اور قدیم ریاست کشمیر میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی۔ پیر نعمت شاہ المعروف دائمت بابا، جنہیں مقامی پہاڑی زبان میں پیر دادا ڈھمٹ خان عباسی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے انہوں نے خطہ کوہسار و ہزارہ میں اسلام کی ترویج و اشاعت کی۔ خطہ کوہسار و ہزارہ میں اسلام کی شمع روشن کرنے والوں میں آپکا نام شامل ہے اور آپکے ہاتھ پر ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خطہ کوہسار مری کی سب سے قدیمی زیارت و درگاہ آپکے نام سے ہی منسوب کی جاتی ہے اور آپکا مزار اقدس گھوڑا گلی، مری کے مضافاتی گاؤں دناہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔ پیر نعمت شاہ خطہ کوہسار کے وہ عظیم روحانی پیشوا ہیں جنکی ذات بابرکت

کا فیض برابر جاری و ساری ہے۔آپ خطہ کوہسار کے چمکتے ماہتاب ھیں جسکا احساس آپکی درگاہ عالیہ پر چند لمحات بسر کرنے میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔آپکے ہاں کل پانچ فرزندان پیدا ہوئے جن میں غازی پائندہ خان عباسی شہید، تاج محمد خان المعروف ٹوٹہ خان، چمن خان، بہادر خان اور عبداللہ خان المعروف ٹپا خان شامل ہیں۔آپکی اولاد ملک پاکستان میں خطہ کوہسار مری، سرکل بکوٹ، لورہ ہزارہ، ایبٹ آباد شہر، بالاکوٹ ضلع مانسہرہ، ضلع ہری پور ہزارہ، خانپور ہزارہ، دھیرکوٹ آزاد کشمیر، مظفرآباد آزاد کشمیر کے علاوہ مقبوضہ کشمیر میں بھی جموں ڈویژن، ضلع اڑی پونچھ، بارہ مولا اور سرینگر کے مقامات پر بھی آباد ہے۔ آپکی اولاد میں سینکڑوں اولیاء کاملین اور مجاہدین اسلام پیدا ہونے جن میں مشہور زمانہ ملک عبدالرحمان خان عباسی المعروف رتن خان اور ملک قاسم خان عباسی المعروف چند خان ہیں جنکا مزار چمنکوٹ، تحصیل دھیرکوٹ آزاد کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔ اسکے علاوہ بھی ملک عبدالرحمان خان المعروف رتن خان المتوفی 1520ء کی پشت سے سلسلہ قادریہ کے عظیم بزرگ حضرت حافظ سراج الدین سورج علی خان المعروف پیر ملک سورج اولیاء رح المتوفی 1720ء خطہ کوہسار کے ایک عظیم روحانی بزرگ گزرے ہیں جنکا مزار مری کے گاؤں پوٹھہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔ تقریبا 700 سال گزرنے کے باوجود بھی دادا حضور حضرت پیر نعمت شاہ المعروف دائمت بابا کا مزار مبارک اسی شان و شوکت سے چمک رہا ہے اور آپکے روحانی فیوض کا سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ اللہ رب العزت انکا آستانہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور انکی

اولاد کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت کریں۔ خطہ کوہسار میں پیر نعمت شاہ وہ گوہر نایاب ہیں جنکی عاجزی و انکساری، محبت و شفقت کے روحانی سلسلے کی نظیر کہیں دوسری جگہ نہیں ملتی۔ آپ تمام ڈھونڈ عباسی شاخوں کے دادا حضور اور انکو جوڑنے والی شخصیت ھیں جہاں سے جاکر تمام ڈھونڈ عباسیوں کا سلسلہ نسب ایک ہوجاتا ہے۔ آپکے روحانی فیض کا سلسلہ بلاتفریق قوم و مسلک تمام بنی نوع انسانی کے لیے برابر جاری و ساری ہے۔

شجرہ نسب خاندان عباسیہ

قبیلہ ڈھونڈ عباسیہ

مری، ہزارہ و کشمیر

خزانة المشجرات والوثائق النسبية - نقابة الاشراف العباسيين الهاشميين

Feb 14 ·

نسب الاشراف قبيلة العباسيه العاشميه في باكستان

هم السادة الاشراف من الدوحة العباسيه المطلبية الهاشمية الطاهرة ومن الشجرة العباسية الشريفة. كان الأب الأكبر لقبيلة العباسيه في منطقة مري و منطقة الهزارة و آزاد كشمير في الشمال الباكستان، هو السيد غياث الدين ضراب شاه العباسي الهاشمي اللقب بالضراب خان و كان قائدا للجيش، جاء إلى مدينة كشمير في باكستان من هرات، خراسان مع محمود غزنوي خلال حملته عام 400 هـ حوالي 1016 م، وصارت هذه القبيلة اليوم من ذريته.

فهم ذرية السيد الشريف :
السيد غياث الدين ضراب شاه اللقب بالضراب خان بن طائف شاه بن نوح بن عباس بن رفيع بن فضل بن إسحاق بن عادل بن يافث بن سعيد بن محمد بن عبيد الله بن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه

[العباسيان الهند للمفتي نجم الدين ثمرقندى سن النشر 1819م - جزواة الاقتباس فى نسب بنى عباس - بنو باشم - مشجرات الزكيه فى انساب بنى هاشم]

باحث السيد اسامه علي العباسي
نقابة العباسيه الهاشميه في الشمال الباكستان

نسب الاشراف قبيلة العباسيه العاشميه في باكستان

هم السادة الاشراف من الدوحة العباسيه المطلبية الهاشمية الطاهرة ومن الشجرة العباسية الشريفة. كان الأب الأكبر لقبيلة العباسيه في منطقة مري و منطقة الهزارة و آزاد كشمير في الشمال الباكستان، هو السيد غياث الدين ضراب شاه العباسي الهاشمي اللقب بالضراب خان و كان قائدا للجيش، جاء إلى مدينة كشمير في باكستان من هرات، خراسان مع محمود غزنوي خلال حملته عام 400 هـ حوالي 1016 م، وصارت هذه القبيلة اليوم من ذريته.

فهم ذرية السيد الشريف :
السيد غياث الدين ضراب شاه اللقب بالضراب خان بن طائف شاه بن نوح بن عباس بن رفيع بن فضل بن إسحاق بن عادل بن يافث بن سعيد بن محمد بن عبيد الله بن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه

[العباسيان الهند للمفتي نجم الدين ثمرقندى سن النشر 1819م - جزواة الاقتباس فى نسب بنى عباس - بنو ہاشم - مشجرات الزكيه فى انساب بنى هاشم]

باحث السيد اسامه علي العباسي
نقابة العباسيه الهاشميه في الشمال الباكستان

نقابة الاشراف العباسيين الهاشميين في العالم

Feb 14 ·

نسب الاشراف قبيلة العباسيه العاشميه في باكستان

هم السادة الاشراف من الدوحة العباسيه المطلبية الهاشمية الطاهرة ومن الشجرة العباسية الشريفة. كان الأب الأكبر لقبيلة العباسيه في منطقة مري و منطقة الهزارة و آزاد كشمير في الشمال الباكستان، هو السيد غياث الدين ضراب شاه العباسي الهاشمي اللقب بالضراب خان و كان قائدا للجيش، جاء إلى مدينة كشمير في باكستان من هرات، خراسان مع محمود غزنوي خلال حملته عام 400 هـ حوالي 1016 م، وصارت هذه القبيلة اليوم من ذريته.

فهم ذرية السيد الشريف :
السيد غياث الدين ضراب شاه اللقب بالضراب خان بن طائف شاه بن نوح بن عباس بن رفيع بن فضل بن إسحاق بن عادل بن يافث بن سعيد بن محمد بن عبيد الله بن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه

[العباسيان الهند للمفتي نجم الدين ثمرقندى سن النشر 1819م - جزواة الاقتباس فى نسب بنى عباس - بنو باشم - مشجرات الزكيه فى انساب بنى هاشم]

باحث السيد اسامه علي العباسي
نقابة العباسيه الهاشميه في الشمال الباكستان

①
السیدنا عباس ابن عبدالمطلب عم رسول اللہ
جاری بالنقابۃ الاشراف العباسیہ الباکستان
عبید اللہ ابن عباس
عباس
عبداللہ
طلحہ
جعفر
محمد بن عبید اللہ
سلیم
عبداللہ
عبدالرحمان
سعید (معبد السعید)
فضل
عبداللہ
یافث
احمد
عادل
اسحاق
بحوالہ: مشجرات الزکیہ فی انساب بنوہاشم - بنوہاشم از الشیخ حسن الحسینی
بحوالہ: جاری بالنقابۃ الاشراف العباسیین الہاشمیین عراق بسلسلہ نقابت اسامہ۔
بحوالہ: جاری بالنقابۃ الاشراف الہند - بسلسلہ نقابت اسامہ علی عباسی۔
فضل
رفیع
عباس
نوح
01/01/2023
بحوالہ: عباسیان ہند صفحہ نمبر 211 و 276 & 36
جزواتہ الاقتباس - الاساس فی نسب بنی عباس
(اسامہ علی عباسی) بنوہاشم از الشیخ الحسنی
Abbasi
01/01/2023
طائفشاہ
غیاث الدین شاہ المعروف ضراب خان
احمد
عباس
عبدالعزیز
تصدیق النقابۃ الحسنیہ الکیلانیہ عراق

2
سپہ سالار غیاث الدین ضراب شاہ المعروف ضراب خان
ولی کامل حضرت غنی محمد اکبر خان عباسی
سالم خان
مغل باز خان
(تنولی عباسی)
کنور خان عباسی
المعروف
کہوندر خان
سردار خان (سرداڑہ عباسی)
ثناء ولی خان
مولم خان
فرادم خان
کالو خان عباسی
المعروف
کالو رائے خان
بہادر خان
نیک محمد خان عباسی
عرف نکو در خان
قدرت اللہ خان عرف کوند خان
کور خان (لاولد)
دلیل محمد خان عباسی
راسب خان عباسی
بحوالہ: عباسیان ہند 1819ء
انساب ظفر آباد اعظم گڑھ 1805ء
حضرت شاہ ولی خان، لقب ڈھونڈ خان
قبیلہ ڈھونڈ عباسی
باغ ولی خان عرف بھاگ خان (جبکم، کھتریل، گہیبال)
نقابت الاشراف العباسیین الهاشمین البالکستان، اسامہ علی عباسی۔

3
ولی کامل حضرت شاہ ولی خان عباسی بلقب ڈھونڈ خان
پیر محمود شاہ (ہند)
سردار حسن خان عرف جھس خان
پیر محمد خان عرف بیر خان (جبسکم ڈھونڈ - بیروال)
گلاب خان عباسی
امیر محمد خان بلقب پیر بے ریاء خان (دناہ شریف، گھوڑا گلی مری)
سلطان محمد خان عرف سہو خان (جبسکم ڈھونڈ - سہوال) کہوٹہ
غلام محمد خان عرف بچو خان (جبسکم ڈھونڈ - بچوال) کہوٹہ
حضرت پیر نعمت شاہ بلقب دائمت بابا (دادا ڈھمٹ خان عباسی) دناہ شریف مری
رحمت علی شاہ عرف ککی خان (ککے عباسی) دوپٹہ، لورہ ہزارہ
ہجرت الھند میں کی. شیخان روپڑ ککے عباسی (انڈیا)
پائندہ خان عباسی عرف پمی خان (چھگواڑی، مری)
تاج محمد خان عرف ٹولہ خان
بہادر خان عرف باورتھ خان
چمن خان عرف چملہ خان
عبداللہ خان عرف ڈھیپہ خان
بحوالہ:
عباسیان ہند 1819ء
انساب ظفرآباد 1800ء
از اسامہ علی عباسی

4
سردار پائندہ خان عباسی (مدفن چگواڑی مری)
باغ خان المعروف جاگت خان
چنگیز خان عباسی
محبت خان عرف مجمل خان
کمال خان عرف کملی خان
بہرام اللہ خان
راج ولی خان عرف راجہ خان
تاج خان
عماد الملک سردار طالب خان المعروف توکت خان
وزیر اعظم ریاست ملتان بدور شاہ حسین لنگاہ
مدفن ملتان بمطابق 1491 عیسوی
(داماد راجگان پونچھ)
ملک اعظم خان عرف بلال خان (لاولد)
ملک عبد الرحمان خان عباسی المعروف رتن خان
ملک قاسم خان عباسی المعروف چاند خان
بغداد خان عرف بھیخ خان
لہراسب خان عباسی
حاجب داد خان عرف ہیبج خان
بدر زمان خان عرف بدھڑا خان
گل حیدر خان عرف گل چندر خان
مدفن گھڑیال مری
پیر ہدایت اللہ شاہ عباسی
المعروف جاگو بابا
عبد اللہ خان عرف ابد خان
کالو خان عباسی
بیلدار خان عباسی
بحوالہ: عباسیان الھند از مفتی نجم الدین ثمرقندی 1819ء
از اسامہ علی عباسی۔
نقابۃ الاشراف العباسیہ الھاشمیہ شمالی پاکستان

سردار لہراسب خان عباسی عرف لہر خان ولد رتن خان
پہلوان خان عرف پہلو خان (بیروٹ تا بکوٹ)
شیخ ولی خان عرف شیخو خان (نمل مجہوماں)
تمیر علی خان عرف میر علی خان
امام علی خان عرف ممون/امیر خان
فوجدار خان عرف موجد خان (کشمیر)
سردار چنگیز خان عرف دادا چنگس خان (چنگلسال)
معظم خان عرف مولو خان (موہیوال)
نکودر خان (نکودرال)
خان محمد خان (خانال)
سیچو خان (سیچوال)
آزادی خان عرف ادھاری/دارا خان
سالم خان (بیروٹ)
سید عالم خان (بکوٹ)
قطب خان
یگانہ خان
بھاگو خان
طاہر خان
سردار شاہ محمد خان
لعل محمد خان
بحوالہ: عباسیان ہند 1819ء
مقامی روایات و گوایان -
از اسامہ علی عباسی۔

تفصیلی خاکہ از اولاد چنگیز خان المعروف دادا چنگس خان
سردار چنگیز خان ابن پہلوان خان ابن لہر خان
آزادی خان المعروف ادھاری خان
سیچو خان (سیچوال)
راج زادہ خان
اوجسمی خان
سالم خان
سید خان
بحوالہ: شفاہی شہادات، قلمی نسخات
سرکاری ریکارڈ - از اسامہ علی عباسی
طاہر خان
باغ خان المعروف ھاگو خان
شاہ محمد خان
لعل محمد المعروف لَلّی خان
رسالت خان المعروف ثالث خان
صفر خان
(صفریال برادری)
فتح خان
(فتیال الہر بیروٹ)
لعل خان
صحت خان
میر خان
(میرال)
احمد خان
سنت خان
(سنیال برادری)
بخش خان المعروف بخشی خان
(بخشیال)
سردار نوائس خان ابن احمد خان (نوائیسال)
غلام علی خان
عالم شیر خان
نمبردار جمیعت علی خان عباسی
میر احمد خان
سلطان احمد خان (لاولد)
نمبردار علی مرد خان عباسی
بوسہ خان
نور خان
میر زمان خان
اکرم خان
نمبردار قلندر خان
سکندر خان
کالا خان
کاکا خان
حاجی عباس خان عباسی
منشی محمد اقبال خان
حاجی گل زمان عباسی
منیب الرحمان عباسی
گل رحمان عباسی
عبدالرافع عباسی
انس عباسی
اسامہ علی عباسی

شجرہ نسب قبائل عباسیہ فی العالم العرب و العجم

شجرہ نسب خاندان عباسیہ شمالی پاکستان – مری، ہزارہ و کشمیر

قبیلہ ڈھونڈ عباسی

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الھاشمیین

ولی کامل ، مرد قلندر اعلی حضرت پیر نعمت شاہ عباسی ، لقب دائمت بابا المعروف پیر دادا ڈھمٹ خان (حقیقی مورث اعلی ڈھونڈ عباسیہ) بن ولی کامل حضرت امیر محمد خان عباسی بن گلاب خان عباسی بن سردار حسن علی خان عباسی بن ولی کامل حضرت شاہ ولی خان عباسی ، لقب ڈھونڈ خان بن راسب خان عباسی بن دلیل محمد خان عباسی بن نیک محمد خان عباسی بن قدرت اللہ خان عباسی بن کالو خان المعروف کالو رائے خان بن والئی پونچھ سردار کنور خان عباسی بن ولی کامل حضرت غئی محمد اکبر خان عباسی بن سپہ سالار الجیش العرب محمود الغزنوی السید غیاث الدین ضراب شاہ عبیدی المعروف ضراب خان ابن طائف شاہ بن الشریف نوح بن الشریف عباس بن الشریف رفیع بن الشریف فضل بن الشریف اسحاق بن الشریف عادل بن الشریف یافث بن الشریف سعید بن الشریف محمد بن السیدنا عبیداللہ بن السیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بن السیدنا عبدالمطلب بن السیدنا ھاشم بن السید عبدمناف علیھم السلام

شجرہ نسب خاندان عباسیہ جنوبی پاکستان – سندھ و بہاولپور

قبیلہ کلہوڑو و داؤد پوتہ عباسی

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الہاشمیین

امیر چنی خان (جدامجد کلہوڑو و داؤد پوتہ عباسی) بن بہاؤ اللہ خان بن فتح اللہ خان بن سکندر خان بن امیر عبد القادر بن امیر ابو ناصر بن سلطان احمد بن سلطان شاہ مزمل بن سلطان شاہ عقیل بن سلطان سہیل بن سلطان یاسین بن امیر المومنین ابو القاسم احمد المستنصر باللہ ثانی (خلیفہ اول مصر) بن خلیفہ الظاہر بامراللہ (خلیفہ عباسیہ بغداد) بن الناصر احمد بن المستضی الحسن بن خلیفہ المستنجد یوسف بن المقتضی محمد بن خلیفہ المستظہر باللہ بن خلیفہ المقتدی عبداللہ بن محمد بن خلیفہ القائم بامراللہ بن خلیفہ القادر باللہ بن اسحاق بن خلیفہ المقتدر باللہ بن خلیفہ المعتضد باللہ بن الموفق طلحہ بن خلیفہ المتوکل علی اللہ بن خلیفہ معتصم باللہ بن امیر المومنین ہارون الرشید بن امیر المومنین محمد المہدی بن خلیفہ ابو جعفر المنصور (جد الخلفاء بنو عباس) بن امام محمد الکامل بن امام علی السجاد بن السیدنا عبداللہ بن السیدنا عباس بن السیدنا عبدالمطلب بن السیدنا ہاشم

شجرہ نسب خاندان عباسیہ جنوبی پاکستان – حیدرآباد سندھ و انڈیا

قبیلہ قاضی عباسی

اسامہ علی عباسی

نقیب الاشراف العباسیین الھاشمیین

خواجہ رکن الدین عباسی ثمرقندی بن خواجہ حسام الدین عباسی، لقب دانشمند بالا بن خواجہ تاج الدین عباسی ثمرقندی بن خواجہ کریم الدین عباسی بن خواجہ صدر الدین عباسی بن خواجہ ضیاء الدین عباسی بن الشریف محمود بن الشریف مسعود بن الشریف عبدالفتاح عباسی در سمرقند بن الشریف عبدالھادی بن الشریف عبدالرحمان بن الشریف عبدالرحیم بن الشریف عبدالرزاق بن الشریف موسی بن امام علی السجاد بن سیدنا عبداللہ بن سیدنا عباس بن عبدالمطلب

شجرہ نسب خاندان عباسیہ عراق

نسب الاشراف قبیلہ زیوکان عباسی – شمالی عراق

یہ قبیلہ خلفاء بنو عباس کی زریت ہے اورعشائر آل عباس میں منصوری ہیں۔تمام قبائل عباسیہ جو خلفاء کی نسل سے ہوں انکو مجموعی طور پر آل عباس میں ابو جعفر المنصور کی زریت اور نسبت سے منصوری کہا جاتا ہے۔

الشیخ حسین بن الشیخ جنید بن الشیخ زین العابدین بن الشیخ محمود بن الشیخ زین العابدین بن الشیخ محمد بن الشیخ زین العابدین بن الشیخ بیر محمود بن الشیخ خضر بن الشیخ یحیی بن الشیخ ابي بکر بن الشیخ احمد بن الشیخ خلیل بن الملك عز الدین بن محمد بن مبارك بن المستعصم عبد الله بن المستنصر منصور بن الظاهر محمد بن الناصر احمد بن المستضيء الحسن بن المستنجد یوسف بن المقتفي محمد بن المستظهر احمد بن المقتدي عبد الله بن الامیر محمد بن الذخیرة بن القائم عبد الله بن القادر احمد بن الامیر اسحاق بن المقتدر جعفر بن المعتضد احمد بن الامیر موفق طلحة بن المتوکل جعفر بن المعتصم محمد بن ہارون الرشید بن محمد المهدي بن ابو جعفر المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله الحبر بن العباس بن عبد المطلب

شجرہ نسب خاندان عباسیہ سوڈان، براعظم افریقہ

قبيلة البديرية الجعلية في السودان

محمد البدير بن سمره بن الأمير سرار بن السلطان حسن كردم بن إدريس بن قضاعة بن عبدالله بن مسروق بن أحمد بن الشريف إبراهيم جعل جد الأشراف الجعليين بن إدريس بن قيس بن يمن بن عدي بن قصاص بن كرب بن محمد بن أحمد بن محمد الملقب بذي الكلاع بن سعد بن الفضل بن العباس المذهب بن محمد الكامل بن علي السجاد بن حبر الأمة عبدالله بن سيدنا العباس بن عبدالمطلب القرشي الهاشمي

شجره نسب خاندان عباسیه مصر

نسب السادة قبيلة المراري

مرار بن محمد المهللي بن علي بن سليمان المستكفي بن الحاكم بأمر الله بن الحسن بن ابو بكر بن الحسن بن علي القبي بن المسترشد بالله بن المستظهر احمد بن عبد الله المقتدي بن محمد بن القائم بن القادر بن اسحاق بن جعفر المقتدر بن احمد المعتضد بن الامير موفق طلحة بن الخليفة جعفر المتوكل بن الخليفة محمد المعتصم بن الخليفة هارون الرشيد بن الخليفة محمد المهدي بن الخليفة ابو جعفر المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله الحبر بن العباس بن عبد المطلب رضى الله عنه

شجره نسب خاندان عباسيه –كردستان

نسب السادة اسرة البهدينانية

الامير سيف الدين بن الامير محمد بن الامير بهاء الدين بن الملك خليل بن عز الدين بن ابو نصر محمد بن مبارك بن المستعصم عبد الله بن المستنصر منصور بن الظاهر محمد بن الناصر احمد بن المستضيء الحسن بن المستنجد يوسف بن المقتفي محمد بن المستظهر احمد بن المقتدي عبد الله بن الامير محمد بن الذخيرة بن القائم عبد الله بن القادر احمد بن الامير اسحاق بن المقتدر جعفر بن المعتضد احمد بن الامير موفق طلحة بن المتوكل جعفر بن المعتصم محمد بن هارون الرشيد بن محمد المهدي بن ابو جعفر المنصور بن محمد بن علي بن عبد الله الحبر بن العباس بن عبد المطلب

شجرہ نسب خاندان عباسیہ ایران

نسب الاشراف آل اسماعیل

اسماعيل بن هارون بن احمد بن علي بن علي بن المبارک بن علي بن عبد السلام بن سعيد بن عبد الرحمن بن طلحۃ بن احمد بن اسماعیل بن سلیمان بن جعفر بن ابو جعفر عبد الله المنصور بن محمد الکامل بن علي السجاد بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنہ

شجره نسب خاندان عباسیہ عراق

نسب السادة ال حمزه

حمزة بن علي بن عمر بن حسين بن عمر جلبي بن احمد الآي بيك بن الامير راغب بن عبدالله بن محمد الماجد بن الخليفة حمزه القائم بأمر الله بن الخليفة محمد أبو عبد الله المتوكل على الله بن الخليفة ابوبكر أبو الفتح المعتضد بأمر الله بن الخليفة سليمان أبو الربيع المستكفي بأمر الله بن الخليفة احمد الحاكم بأمر الله بن حسن بن ابوبكر بن حسن بن علي القبي بن الخليفة الفضل المسترشد بالله بن الخليفة أحمد المستظهر بأمر الله بن الخليفة عبدالله أبو القاسم المقتدي بأمر الله بن الأمير محمد ذخيرة الدين بن الخليفة عبدالله القائم بأمر الله بن الخليفة احمد القادر بالله بن الأميراسحاق بن الخليفة جعفر المقتدر بالله بن احمد المعتضد بالله بن ألأمير طلحة الموفق بن الخليفة جعفر المتوكل بالله بن الخليفة محمد المستعصم بالله بن الخليفة هارون الرشيد بن الخليفة محمد أبوعبد الله المهدي بن الخليفة عبدالله أبو جعفر المنصور بن محمد بن علي السجاد بن عبدالله حبر الأمة وترجمان القران بن العباس بن عبد المطلب الهاشمي

شجره نسب خاندان عباسیہ متحدہ عرب امارات

نسب السادة آل طاهر أمراء قبائل البلوش

الرئيس طاهر بن مير محمد بن مير زهري بن مير تاج بن مير درک بن مير شاهين بن مير محمد بن مير عامر بن مير بكر بن مير حسن الكوركيج بن ميرنوت بن مير نود بنده بن مير إبراهيم بن مير أشتر بن مير حيدر بن مير قريش بن الامير حمزه بن محمد بن ابوبكر بن سليمان بن احمد بن حسن بن ابوبكر بن حسن بن علي بن الفضل بن أحمد بن عبدالله بن محمد الذخيرة بن عبدالله بن احمد بن اسحاق بن المقتدر جعفر بن المعتضد احمد بن الموفق طلحة بن جعفر المتوكل بن محمد المعتصم بن هارون الرشيد بن محمد المهدي بن عبدالله المنصور بن محمد الكامل بن علي السجاد بن عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب الهاشمی

شجره نسب خاندان عباسیه یمن

نسب الاشراف آل ابراهيم الجعلي

محمد أبولكيلك بن بادي بن إدريس الهارب بن الفقيه محمد بن الفقيه أحمد بن حامد (حمير) بن عوض بن رباط الأكبر بن مسمار بن سرار بن سلطان حسن كردم الفوار بن ادريس ابي الدليس بن قضاعة بن عبدالله حرقان بن مسروق العنبي بن أحمد اليماني بن ابراهيم جعل (واليه اللقب) بن إدريس بن قيس بن يمن بن عدي بن قصاص بن كرب بن محمد هاطل بن أحمد بن محمد ذي الكلاع الحميري بن سعد بن الفضل بن العباس بن محمد الكامل بن علي السجاد بن عبدالله حبر الامة بن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه

شجرہ نسب خاندان عباسیہ شام

نسب الاشراف بني عبد المولى في حلب

عبد المولى بن شرف الدين بن يوسف بن شهاب الدين بن احمد بن سالم بن علي بن اسماعيل بن حسين بن عبد الملك بن ابراهيم بن احمد بن جعفر بن عبد الصمد بن جعفر بن علي بن صالح بن علي السجاد بن عبد الله بن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه

اعزازات برائے نقیب الاشراف العباسیین

اسامہ علی عباسی

- برصغیر پاک و ہند میں آباد خاندان عباسیہ کے پہلے فارغ التحصیل نقیب مقرر ہوئے۔
- عالم اسلام میں خاندان عباسیہ کے کم عمر ترین نقیب ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔
- خاندان ڈھونڈ عباسیہ کا پہلا درست انسانی شجرہ نسب لکھنے کیساتھ کیساتھ ڈھونڈ عباسی قبیلے کا نسب خاندان عباسیہ کے مرکزی نقابت خانے اور عرب نقباء بنی عباس سے جاری اور تصدیق کروا کر تاقیامت خاندان عباسیہ مری .ہزارہ و کشمیر کے نسب کو محفوظ کیا۔ ڈھونڈ عباسی قبیلے کے معترضین کا رد مرکزی نقابت الاشراف العباسیین عراق سے جاری کروایا۔
- ڈھونڈ عباسی قبیلے کا نسب نقباء و نسابین بنو عباس سے تصدیق کروانے کیساتھ دیگر سادات بنو ہاشم کے ادارہ جات نقابت الاشراف عراق اور نقابت

الاشراف الحسنیہ الکیلانیہ اور نقابت الاشراف اھلبیت انڈیا سے تصدیق کروا کر ڈھونڈ عباسی قبیلے کے نسب پر سیادت کو قبائل بنی ہاشم سے محفوظ و مامون کروایا۔

- ڈھونڈ عباسی قبیلے کی تاریخ و انساب کو عربی زبان میں لکھ کر سعودی عرب، شام .عراق، مصر اور اردن کے نقباء تک پہنچا کر کتابی صورت میں اپنے خاندان کی تاریخ کو دنیا بھر میں متعارف کروایا۔
- ڈھونڈ عباسی قبیلے کو مرکزی نقابت خانے میں رجسٹر کروانے اور نسب تصدیق کرنے کیساتھ کیساتھ اسکی سیادت اور غیر عباسی مصنفین کے تمام اعتراضات کو باطل قرار دیا۔ڈھونڈ عباسی قبیلے کو نقابت الاشراف العباسیین الھاشمیین سے رجسٹر کروانے کیبعد تاقیامت اسکے نسب پر مہر تصدیق و سیادت جاری کروا کر اسکو بنو عباس کا ایک رجسٹر ڈ قبیلہ بنایا۔

نقیب العباسیین اسامہ علی عباسی

اسامہ علی عباسی کا شمار فارغ التحصیل ماہر نسب (جینیالوجسٹ)، فارغ التحصیل و سند یافتہ نقیب، کالم نگار، محقق، مصنف اور مؤرخین میں ہوتا ہے۔ آپکا اصل نام اسامہ گل رحمان عباسی ہے جبکہ آپ اپنے قلمی نام اسامہ علی عباسی کے نام سے عوام الناس میں مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا آبائی تعلق بیروٹ کلاں، نزد کوہالہ مری سے ہے اور آپ بیروٹ کی معروف کاروباری شخصیت گل رحمان عباسی کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ نسب کے لحاظ سے آپکا تعلق ڈھونڈ عباسی قبیلے کی رتنال ڈھونڈ شاخ سے ہے جبکہ بیروٹ کلاں کے معزز اور مذہبی خانوادے نوائیسال برادری سے ہے۔ ابتدائی تعلیم بیروٹ کلاں سے ہمیشہ امتیازی نمبروں سے حاصل کی جبکہ میٹرک گرین لینڈ پبلک سکول بھوربن سے لڑکوں میں اول پوزیشن لیکر 86% نمبروں سے پاس کیا۔ آپ نے مکمل سکالرشپ پر پنجاب کالج آف انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی راولپنڈی سے انٹرمیڈیٹ کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ اسکے بعد آپ نے چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کی ڈگری اسلام آباد سکول آف بزنس اینڈ مینیجمنٹ سے شروع کی مگر چند عرصہ بعد چارٹرڈ اکاؤنٹنسی کی تعلیم کو خیرباد کہا۔ اسکے بعد آپ نے بارانی زرعی یونیورسٹی میں کمپیوٹر سائنسز کے مضامین میں داخلہ لیا اور گریجویشن کی تعلیم حاصل کی۔

تاریخ اور علم الانساب کے حوالے سے اسامہ علی عباسی عالم اسلام میں آباد خاندان عباسیہ کی تاریخ و شجرہ جات کے ادارے اور مرکزی نقابت خانے نقابت الاشراف العباسیین الهاشمیین عراق سے نقیب العباسیین عراق السید حیدر نعمان العباسي الهاشمي سے علم الانساب میں فارغ التحصیل اور نقابت یافتہ ہیں۔ اس کے علاوہ عالم اسلام میں آباد من جملہ قبائل بنو ھاشم سادات فاطمیہ، علوی، عباسی، جعفری، عقیلی اور حارثی کے مرکزی نقابت خانے نقابت الاشراف عراق اور انساب صحف الھاشمیہ عراق سے بھی بسلسلہ نقابت تصدیق شدہ اور وابستہ ہیں۔ آپ ملک پاکستان میں خاندان عباسیہ کے پہلے نقیب العباسیین (مفتی اعظم علم الانساب) اور عالم اسلام میں خاندان عباسیہ کے سب سے کم عمر ترین نقیب العباسیین ہیں۔ اسکے علاوہ آپ نقابت الاشراف اھلبیت الھند، انڈیا سے سند یافتہ اور عرب کے مشہور محقق اور نسابہ نقیب بنو ہاشم الشیخ فرید الدین الکیلانی سے بھی سند یافتہ اور انکے ادارے نقابت الاشراف الحسنیہ الکیلانیہ بغداد عراق کے ممبر بھی ہیں۔ اسامہ علی عباسی خاندان ڈھونڈ عباسیہ کی تاریخ اور علم الانساب پر آرٹیکلز و مضامین لکھتے رہتے ہیں جبکہ خاندان عباسیہ شمالی پاکستان کی تاریخ پر آپکی تصانیف "عباسی الخراسانی"، "تزکرہ مشاہیر عباسیان کوہسار" اور ہرات سے کشمیر تک "موجود ہیں۔ اسکے علاوہ ڈھونڈ عباسی قبیلے پر لکھے۔ گئے عربی زبان" میں پہلے کتاب "العباسیون فی الشمال الباکستان "کے مؤلف ہیں۔

اسامہ علی عباسی فقہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رح کے پیروکار ہیں جبکہ طریقت میں آپ کا تعلق سلسلہ القادریہ سے ہے اور آپ الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رح ,السیدنا بہاؤ الدین الحسنی الگیلانی رح اور سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رح کے مقلد ہیں۔ آپکا تعلق جماعت اہل تصوف سے ہے اور تصوف پر آپکی تصانیف السلسلہ الشریعہ فی طریقہ القلندریہ ، نور الابرار فی سر الاسرار اور العین الجلی فی المنازل عشاق علی ہیں۔ ،تصوف پر آپکے مضامین وآرٹیکلز العین الجلی فی المنازل عشاق علی، اہل تصوف و محبت فلسفہ رومی و غزالی ،واقعہ کربلاء و مسلک حق موجود ہیں ۔آپ کا پیغام مخلوق کے لیے امن . محبت و سلامتی ہے اور بلاتفریق قوم، مسلک، مذہب ، جماعت آپکے دروازے تمام بنی نوع انسان کے لیے کھلے ہیں۔